امامیہ مشن ۔ حسین آباد ۔ لکھنؤ

۱۹۵

امامیہ مشن کا ماہوار تبلیغی رسالہ

قیمت

خرچ ڈاک

شیعوں کا واحد علمی ادبی تاریخی تمدنی اور مذہبی ماہانہ رسالہ

[illegible] [illegible]

"حقائق" لکھنؤ

اگر آپ ضرورت زمانہ کے مطابق اور اپنی قوم کے شایان شان صوری و معنوی حیثیت سے بلند کسی رسالہ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو رسالہ "حقائق" کی خریداری قبول فرمائیے جس میں ملک کے مایۂ ناز اہل قلم حضرات کے گرانقدر مضامین کے ساتھ ساتھ حضرت سید العلماء دام ظلہٗ (سرپرست الواعظین) کے قلم معجز رقم سے تفسیر کلام پاک کا گراں بہا سلسلہ بھی شائع ہو رہا ہے جو رفتہ رفتہ ہر خریدار حقائق کے پاس کتابی صورت میں جمع ہو جاویگا۔

اگر آج آپ نے توسیع اشاعت کے ذریعہ اس شیعہ رسالہ کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا تو کل یہ آپ کے اور آپکے مذہب کیلئے ایک مستحکم قلعہ کا کام دیگا۔

چندہ سالانہ چار روپیہ ششماہی دو روپیہ آٹھ آنے۔ قیمت فی رسالہ چھ آنے۔

نوٹ۔ جو مومنین چار روپیہ یکمشت ادا نہیں کر سکتے وہ دو یا چار اقساط میں مرحمت فرما سکتے ہیں۔

الداعی الی الخیر

مینیجر رسالہ "حقائق" لکھنؤ

فہرست مضامین رسالہ حقیقت بدا

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	بدا کا مفہوم	۴
۲	اساسی عقیدہ	۵
۳	شیعوں کے نظریۂ عقیدت کی تشخیص	۷
۴	نسخ کی مصلحت	۸
۵	بدا کے متعلق ثقات اہل اسلام کے ارشادات	۱۳
۶	علامۂ زمخشری بدا کی تائید میں	۲۹
۷	علامۂ زمخشری کی دوسری تائید	۳۴
۸	قرآنی واقعات وقصص سے بدا کی تائید	۳۶
۹	عقیدہ کے اصلی خط وخال	۴۱
۱۰	بدا کے متعلق علامۂ مجلسی کا افادہ	۴۵

Presented by: Rana Jabir Abbas

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱	بدا کے متعلق شیخ الطائفہ کی تحریر	۵۵
۱۲	بدا کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ	۵۸
۱۳	علم خدا کے متعلق ثقات اہل تشیع کا متفقہ فیصلہ خدا جاہل نہیں بلکہ عالم ہے	۵۹
۱۴	ایک نہیں دو دو گواہیاں	۶۳
۱۵	تاویل کی ضرورت	۶۴
۱۶	عقیدۂ بدا معیار عقل کے مطابق ہے	۶۶

jabir.abbas@yahoo.com

Subject.......................

[illegible]

مُصنّفہ

فاضلِ اجلّ مولینا سیّد محمد صادق صاحب قبلہ

پروفیسر مدرسہ مشارع الشرائع

(ناظمیہ کالج) لکھنؤ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

امامیہ مشن کی تینتیسویں ۳۳ دینی خدمت

حضرات! یہ رسالہ جو پیش کیا جا رہا ہے ایک ایسے عظیم الشان مسئلہ سے تعلق رکھتا ہے جس پر ہمیشہ ہمارے مخالفین فرقۂ شیعہ کو مورد طعن و الزام بناتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس کے سمجھنے میں بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے ضرورت تھی کہ اس مسئلہ کے متعلق ایک واضح تبصرہ شایع کیا جائے۔

ہمیں نہایت خوشی ہے کہ سرکار نجم الملت مدظلہ کے نور نظر عالیجناب مولانا سید محمد صادق صاحب قبلہ نے اس ضرورت کا احساس فرما کر یہ رسالہ اس موضوع پر تحریر کیا اور امامیہ مشن کو شایع کرنے کے لئے مرحمت کیا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ارباب انصاف اس رسالہ کو غور وخوض سے ملاحظہ کریں گے

والسلام۔ خادم ملت سید ابن حسین سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

jabir.abbas@yahoo.com

(Oriental S...
URDU PRINT...
Accession No. ۴۲۷
۱۹۶۲
۴۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین وآلہ الطاہرین

حقیقت کے خلاف شک وشبہ کی غبار انگیزیاں ہمیشہ حیرت واستعجاب کے نمونے پیش کرتی رہی ہیں۔ فلک کی گردشوں نے خلقت انسانی کے بنیادی نقطہ سے لیکر ابتک کوئی ایسا دور پیش نہیں کیا جسمیں جمال حقیقت کے مخفی کرنے کی کوششیں جاری نہ رہی ہوں یہی وجہ ہے کہ انتہائی تفحص کے باوجود بھی کوئی حقیقت ایسی نظر نہیں آتی جسمیں ذہنیتوں کے اختلاف کیوجہ سے اشتباہ کا شائبہ پیدا نہ ہو گیا ہو۔

دُنیا کا کونسا ایسا مسئلہ ہے جسکے محورِ صداقت پر تمام طبیعتیں ایک ہی انداز سے گردش کرتی ہوئی نظر آ رہی ہوں اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ زمانہ اپنی لاتناہی گردشوں کے باوجود ابتک کسی ایسے دور کا نشان بتانے سے بالکل قاصر رہا جسمیں حقائق و معارف کو خواب پریشاں کا لباس تعبیر پہنانیوالوں کا وجود نظر نہ آتا ہو

زیادہ تعجب تو اسکا ہے کہ آراء و افکار کے اختلاف نے صرف اُنہی
چیزوں کو مشتبہ حیثیت میں دُنیا کے سامنے پیش نہیں کیا جو احساس کی دسترس
سے کلیۃً بالاتر کیے جانے کا استحقاق رکھتی ہیں بلکہ اس سلسلہ میں بہت سی ایسی
چیزیں منسلک نظر آتی ہیں جنھیں ظاہری احساسات سے مربوط و متعلق ہونے کی
وجہ سے کسی اختلاف کی گنجائش نہ تھی ۔

اور بالکل ظاہر ہے کہ جب محسوسات اختلاف کی زد سے محفوظ نہیں
رہ سکے تو ایسی چیزیں جنکی تنقیح تحریک قوائے عقلیہ پر موقوف ہو اُنمیں خیالات
کی بے آہنگی و انتشار کو کسی طرح قابل استبعاد نہیں قرار دیا جا سکتا ۔

عقلِ انسانی نے جن جن مقامات پر ٹھوکریں کھائی ہیں میں اون
تمام مقامات کا استقرار کرنا نہیں چاہتا چونکہ میرے موضوع بحث سے یہ چیز بالکل
غیر متعلق ہے اس لئے اسکے لئے میں محض اتنا ہی اشارہ کافی سمجھتا ہوں کہ عالم میں اکثر
ایسے حقائق موجود ہیں جن میں اختلافات کی حدیں اتنی وسعت پذیر ہو چکی ہیں کہ
محض اختلافی نقاط کو کسی ایک مرکز پر جمع کرنے کیلئے کافی وقت درکار ہے ۔

مگر ایسی صورت میں جبکہ اختلافات کی کثرت حقیقت کے چہرہ کو بے نور
بنا چکی ہو اور اشتباہات کی وسعت سے تیقن کا دائرہ تنگ ہو چکا ہو کسی خاص نقطہ
کو واقعیت کا مرکز ثابت کرنے کیلئے محض اسیقدر کافی ہے کہ وہ تمام ادلہ و براہین
جو کسی حقیقت کے چہرہ سے نقاب اشتباہ کو برطرف کر سکتے ہوں یا جنکی وجہ سے نگاہِ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

بصیرت مرکزِ صداقت کا پوری وضاحت کیساتھ مطالعہ کر سکتی ہو انکو دیانت کیساتھ پیش کر دیا جائے۔ اور یہی وہ ذریعہ ہے جسکی وجہ سے فریقِ مخالف کے دل سے شبہ کی چبھتی ہوئی پھانس نکل سکتی ہے اور وہ سکون و اطمینان کے لمحوں میں اپنے خیالات کی دُنیا کا جائزہ لے سکتا ہے۔

مسئلہ بدا بھی حقیقتاً اونہی مسائل میں سے ہے جنکی تحقیق میں انسانی افکار اکثر و بیشتر نقطۂ اعتدال سے منحرف نظر آتے رہے اور خصوصیت کے ساتھ اس زمانہ میں جبکہ ایک طرف بعض فتنہ پرور و فساد پسند ہستیوں نے سادہ لوح مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے رہنا اپنا بنیادی مقصد قرار دے لیا ہے اور دوسری طرف مسئلہ کی دقت کے باوجود چونکہ اوسکے خط و خال زیر حجاب ہیں بنا بریں ناواقف لوگ اس عقیدہ کے متعلق بیرایہ اشتباہات وارد کرتے رہتے ہیں۔

ان حالات کا مطالعہ کرتے ہوئے اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ عقیدہ بدا کو سلجھے ہوئے لفظوں میں حقیقت شناس دُنیا کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ بُرہان کی روشنی میں نقاط عقائد کی تشخیص کرنیوالے ان واضح بیانات سے عقیدہ کی صداقت پر منصفانہ حیثیت سے غور و فکر کرنے کا موقع پا سکیں۔

یہی مقصد ہے جسکو پیش نظر رکھتے ہوئے اس رسالہ کی ترتیب دی گئی ہے اور مختصراً انکشاف حقیقت کیلئے کچھ ادلہ کو پیش کیا گیا ہے اگر آئندہ ضرورت ہوئی تو وہ تمام شواہد جنسے مرکزِ حقیقت پہ روشنی پڑ سکتی ہے ارباب نظر کے سامنے پیش کر دیئے جائینگے۔

jabirabbas@yahoo.com

بدا کا مفہوم

ارباب لغت نے بدا کو ظہور کا مرادف قرار دیا ہے اور بدا کے ترجمہ میں جہاں جہاں لغت سے تمسک کیا جائے گا وہاں اُس کے معنی ظہور ہی کے ہوں گے مثال کے طور پر قرآن کی ان آیتوں کا مطالعہ کیجئے کہ

بدا لھم سیئات ما کسبوا — اُنکے اعمال کی بُرائیاں اُن پر منکشف ہو گئیں

بدا لھم سیئات ما مکروا — (بدکاروں پر) اُنکی بُرائیاں ظاہر ہو گئیں

البتہ بعض مواقع پر قید رائے کے ساتھ بھی بدا کے معنی ظہور کے قرار دیئے گئے صورت ثانی میں بدا کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک رائے کی غلطی کا احساس کر کے دوسری صحیح رائے کو اختیار کرنا مثلاً یہ کہا جائے کہ بدا لہ رای اُسکی رائے میں بدا واقع ہو گیا یعنی اُس نے اپنی سابق رائے سے انحراف کر لیا۔

اساسی عقیدہ

خداوند عالم کے علم کو ماکان و مایکون پر محیط فرض کرنے کے بعد عقل کسی طرح اس عقیدہ کی تائید کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتی کہ اوسکے علم پر معمولی سی معمولی غلطی کا بھی شبہہ وارد کیا جا سکے۔

ظاہر ہے کہ جو ذات حقائق کی ابتدا و انتہا سے پورے طور پر مطلع و باخبر

jabirabbas@yahoo.com

ہو اوسکے متعلق یہ کہنا کہ اوسکی رائے میں کسی وقت بھی غلطی کا وجود ہو سکتا ہے یقیناً یہ کہنے والے کی لاعلمی کا بیّن ثبوت ہوگا اور اسکی تائید میں نہ عقل پیش کیجا سکے گی اور نہ ارباب عقل کے نتائج افکار۔ اسمیں کوئی شبہہ نہیں کہ ایسا عقیدہ قطعاً فاسد و بے بنیاد ہے اور اسے شیعی عقائد سے کوئی ربط نہیں ہے۔

بلکہ ائمہ اہل تشیع کے اقوال کو شمع راہ بنانیکے بعد یہ حقیقت بالکل بے پردہ ہو جاتی ہے کہ اونہوں نے ایسے لوگوں سے برات کا اظہار کیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

(۱) من زعم ان اللہ عزّ وجلّ یبدو له فی شیء لم یعلمه امس فانا ابرء منه

اصول کافی ص ۱۰۱

جو اسکا دعویٰ کرے کہ خدا کو اس حیثیت سے بدا ہوتا ہے کہ وہ پہلے کسی شے سے واقف نہیں تھا اور بعد میں واقف ہو گیا میں ایسے شخص سے اظہار برات کرتا ہوں

(۲) ان اللہ یقدم ما یشاء و یؤخر ما یشاء و یمحو ما یشاء و یثبت ما یشاء و عنده ام الکتاب وقال فکل امر یرید اللہ فهو فی علمه قبل ان یصنعه ولیس شیء یبدو له الا وقد کان فی علمه

بیشک خدا جسے چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے موخر کرتا ہے جسے چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثابت کرتا ہے اور اوسی کے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے اور نیز یہ فرمایا کہ خداوند عالم جس امر کا

jabir.abbas@yahoo.com

ان اللہ لا یبدو لہ من جھل	ارادہ کرتا ہے وہ اسکے علم میں موجود ہوتا
اصول کافی صلا	ہے قبل اسکے کہ وہ اسکو عالم وجود میں

لائے اور ہر وہ شے کہ جسکو وہ ظاہر فرماتا ہے اوسکا اوسے پہلے سے علم ہوتا ہے خدا کو جہالت کیوجہ سے ہرگز بدا نہیں ہوتا ۔

(۳) ان اللہ لم یبد لہ من جھل	خدا کو جہالت کیوجہ سے ہرگز بدا نہیں
اصول کافی صلا	ہوتا
(۴) عن منصور بن حازم قال	منصور ابن حازم کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر
سئلت ابا عبد اللہ علیہ السلام	صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا یہ ہو سکتا
ھل یکون الیوم شیء لم یکن فی	ہے کہ کل کوئی شے خدا کے علم میں نہ ہو اور آج
علم اللہ امس قال لا من قال	ہو جائے امام نے فرمایا کہ ہرگز نہیں جس
ھذا فاخزاہ اللہ ۔	شخص کا ایسا خیال ہوگا اوسکو خدا
اصول کافی صلا	قیامت کے دن ذلیل کرے گا ۔
(۵) ما بدا للہ فی شیء الا و قد کان	خدا کو کبھی کسی امر میں بدا نہیں ہوا مگر یہ
فی علمہ قبل ان یبدو لہ	کہ وہ اس سے قبل وقوع واقف
اصول کافی ص	ہوتا ہے ۔

روایات بالا اسکا مکمل ثبوت فراہم کر رہی ہیں کہ جس معنی کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے اوسکو ہمارے عقیدے سے کوئی ربط و تعلق نہیں اور ایسا فرض کرنا

jabirabbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

یقیناً عقیدہ کو فاسد بنانے کا ذریعہ ہوگا۔

اس خیال کی طاقت صرف انہی ہستیوں کے دماغوں پر قبضہ حاصل کر سکتی ہے جنکے عقیدے میں خداوند عالم کا علم کامل نہو۔

جو فتنہ پرور ہستیاں اس عقیدے کو ہماری طرف منسوب کرتی ہیں اور خواہ مخواہ اس فاسد خیال کو ہمارے سر تھوپتی ہیں اونکی کرمفرمائی کا ہمیں کوئی شکوہ نہیں لیکن انصاف و دیانت ایسے اشخاص کے طرزِ عمل سے فریادی اور انسانیت عنان منحرف ہے۔

شیعوں کے نقطۂ عقیدت کی تشخیص

بدا کے جس معنی کا سطور بالا میں تذکرہ کیا گیا ہم ہرگز اوس لحاظ سے بدا کو خدا کیطرف منسوب نہیں کرتے اور نہ ارباب فہم و دانش ایسا کر سکتے ہیں بلکہ ہمارے عقیدہ کی اساس درحقیقت بدا کا یہ مفہوم ہے کہ خدا شرعی احکام کیطرح مصالح و مقتضیات کے مطابق حوادث زمانہ کی احکام میں بھی تغیر و تبدل فرماتا رہتا ہے اسکی تائید میں قرآن کے مختلف تصریحی نصوص پیش کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا ان اللہ بکل شی قدیر

ہم اُسوقت تک کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں نہ بھلاتے ہیں جبتک ویسی ہی یا اوس سے بہتر آیت نازل نہیں کرتے خدا یقیناً ہر شے

jabir.abbas@yahoo.com

پر قادر رہے۔

اس آیت سے پوری صراحت کیساتھ یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ نسخ آیات امکانی حیثیت سے کوئی دشوار امر نہیں مصالح وقت کے لحاظ سے خداوند عالم ہر وقت تکوینیات میں احکام کی طرح تغیر و تبدل کر سکتا ہے اور اس سے مسلمانوں کا کوئی طبقہ انکار نہیں کر سکتا۔

کتاب کے طولانی ہوجانے کا خوف ہے ورنہ ہم وہ مفسرین کی عبارتیں بھی پیش کرتے جنکو ثبوت نسخ کی تائید میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

نسخ کی مصلحت

ہمارا عقیدہ ہے کہ خداوند عالم حکیم علی الاطلاق ہے اُس کا ہر قول و فعل اساس حکمت و مصلحت پر مبنی ہوا کرتا ہے اور جس طرح کسی حکم یا واقعہ کے لئے ابتدائے اجراء و وقوع مین مصلحت کی ضرورت ہے اُسی طرح اُس کے باقی رہنے کے لئے برابر مصلحت و حکمت کا باقی رہنا ضروری ہے۔

اور چونکہ زمانہ تغیر پذیر ہے مصالح و ضروریات ماحول کے تغیر و تبدل سے اثر پذیر ہوتے رہتے ہین لہٰذا التغیر حالات و تبدیل ضروریات کے ساتھ ساتھ مقنن کیلئے اپنے قوانین و احکام میں تغیر کرنا ضروری ہے اگر

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایسا نہ ہوگا تو قانون یا حکم عبث ہوگا۔

درحقیقت مقتضائے حکمت یہی ہے کہ ضروریاتِ زمانہ کے مطابق احکام میں تبدیلی ہوتی رہے اس کی مخالفت کرنیوالے یقیناً ایک عقلی اقتضاء کے منکر ہوں گے۔

جس طرح مصالحِ شخصی و اجتماعی کے اعتبار سے احکام میں نسخ ضروری ہے بعینہ اوسی طرح مصالح کی رفتار کے مطابق قانونِ عقل کا اقتضاء ہے کہ تکوینیات میں بھی ردّ و بدل ہوتی رہے۔

اور درحقیقت بدا کا بھی یہی حقیقی مفہوم ہے جسکو نافہم و شورش پسند افراد دوسرے معانی کا لباس پہنا کر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

دوسری آیت۔ الٓمّ غلبت الروم	روم والے زمین کے ایک معمولی حصہ میں
فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم	مغلوب ہوگئے ہیں لیکن یہ لوگ اپنی
سیغلبون فی بضع سنین	مغلوبی کے چند سالوں کے بعد پھر
سورہ روم	فتحیاب ہو جائیں گے۔

اس آیت کے متعلق ایک مرتبہ ابو عبیدہؓ نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے سوال کیا کہ آیت کا مفہوم کیا ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ اے ابو عبیدہ اس آیت کے ذیل میں ایک تاویل ہے جسکو خدا اور راسخین فی العلم کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔

jabir.abbas@yahoo.com

اور وہ یہ کہ جب پیغمبرؐ اسلام بعد ہجرت مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے
بادشاہ روم و فارس کے پاس اسلام قبول کرنیکے متعلق دعوت نامے بھیجے جسوقت
بادشاہ روم کے پاس آنحضرتؐ کا دعوت نامہ پہنچا تو اوس نے قاصد و خط دونوں کی
انتہائی تعظیم کی اور بادشاہ فارس نے نہ خط کا احترام کیا اور نہ قاصد کا اسی زمانہ
میں ان دونوں فرمانرواؤں کے درمیان جنگ و جدال کے شعلے بھڑک رہے تھے اور
مسلمانوں کی دلی تمنا یہ تھی کہ بادشاہ روم کو فتح حاصل ہو مگر سلطان روم کے فتحیاب
ہونے کیوجہ سے مسلمانوں کو رنج ہوا اور مسلمانوں کی غمگینی ملاحظہ فرما کر انکی تسکین
کیلئے خداوند عالم نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ ابو عبیدہ نے عرض کیا کہ وعدہ
کی مدت تو بہت طولانی ہو چکی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ آیت
ایک خاص تاویل کی حامل ہے۔ ابو عبیدہ قرآن میں ناسخ بھی ہے منسوخ بھی ہے
کیا تم نے خدا کے اس قول کا مطالعہ نہیں کیا للہ الامر من قبل و من بعد
خدا کیلئے ابتدا میں بھی امر ہے اور انتہا میں بھی۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ خدا کو اپنے امور کی تقدیم و تاخیر کا ہر وقت
اختیار ہے اور یہی اس آیت کا مطلب ہے کہ

یومئذ یفرح المومنون بنصر — اوس دن مومنین خوش ہونگے اور
اللہ ینصر من یشاء — خدا جسکی چاہیگا نصرت فرمائیگا
تیسری آیت۔ ھو الذی خلقکم — اُس نے تمہیں مٹی سے خلق کیا پھر

من طین ثم قضیٰ اجلاً و اجل مسمیٰ عندہ ثم انتم تمترون

ایک مدت مقرر کی اور معینہ مدت اسی کے پاس ہے اسکے بعد پھر تم انکار کرتے ہو

مفسر کشاف نے آیت کی تفسیر میں حسب ذیل الفاظ تحریر فرمائے ہیں

الاجل المقضی ھو المحتوم الذی قضاہ اللہ حتمہ و المسمی ھو الذی فی البداء تعیلاً و یوخرہ و المحتوم لیس فیہ تقدیم و تاخیر

(تفسیر کشاف)

اجل کی دو قسمیں ہیں اجل مقضی و مسمی اجل مقضی وہ ہے جسکی قضا کو خداوند عالم نے حتمی و یقینی قرار دیا ہے اسمیں کسی طرح تقدیم و تاخیر نہیں ہوسکتی اور اجل مسمی وہ ہے جسمیں تقدیم و تاخیر ہوسکتی ہے ہاں اور

مسئلہ بدا میں بھی یہی اجل قابل تغیر و تبدل قرار دی گئی ہے۔

تفسیر کا ہر ہر لفظ مسئلہ کی پوری وضاحت کیساتھ تشریح کر رہا ہے۔

چوتھی آیت - قالت الیہود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء

یہودی کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں یہی لوگ ملعون و مغلول الیدین ہیں خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے انفاق کرتا ہے۔

یہودیوں کا عام طور سے یہ خیال تھا کہ خدا کو جو کچھ کرنا تھا وہ کر چکا اب اوس کے علاوہ وہ کچھ نہیں کر سکتا اسی خیال کی رد کرنیکے لئے یہ آیت نازل ہوئی کہ قالت الیہود ید اللہ الخ جسکا مطلب یہ ہے کہ خدا تقدیر امور کرنیکے بعد

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

معطل نہیں ہوگیا وہ اپنے امور میں مختار ہے مصالح کے لحاظ سے وہ جس طرح چاہتا ہے اپنے امور میں تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے۔

اس آیت کی تاویل میں فخرالدین رازی نے مختلف وجہیں تحریر کی ہیں جنمیں سے چوتھی وجہ چونکہ ہمارے مقصد کی مؤید ہے اس لئے صرف اوسی کو ہم اس مقام پر بطور شاہد پیش کرتے ہیں۔

الرابع لعله کان فیهم من کان علی مذهب الفلسفة وهو انه تعالی موجب لذاته وان حدوث الحوادث عنه لا یمکن الا بنهج واحد وسنن واحد وانه تعالی غیر قادر علی احداث الحوادث غیر الوجوه التی علیها یقع فعبروا بالاقتدار علی التغیر والتبدل بغل الید

تفسیر کبیر بذیل آیتہ

چوتھے یہ کہ شاید انمیں کوئی فلسفی ہو اور اوسکا یہ خیال ہو کہ خداوند عالم فاعل موجب یعنی غیر مختار ہے (جس طرح آگ حرارت میں اور آفتاب نور رسانی میں) اور اوس سے حدوث حوادث سوائے ایک رفتار اور ایک طریقہ کے غیر ممکن ہو اور وہ اس امر پر قادر نہیں کہ کائنات کے طریقہ ایجاد و تخلیق میں کسی قسم کی ترمیم کرسکے۔

یہی خیال ہے جسکو یہودی غل ید سے تعبیر کیا کرتے تھے جسکی رد میں خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ قالت الیہود الخ یعنی یہ خیال قطعاً بے بنیاد ہے اور خدا کو تغیر و تبدل تکوینیات و احکام دونوں کا اختیار ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

وہ جسے چاہتا ہے سریر سلطنت کا والی بنا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے فقر کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے اوسے محو و اثبات کا اختیار کلی حاصل ہے باعتبار مصالح جس شے میں چاہے حکم نسخ کو جاری کر سکتا ہے۔

بدا کے متعلق ثقات اہلِ اسلام کے ارشادات

بدا کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو اسلامی دنیا میں مفہوماً کوئی اختلافی شان رکھتا ہو۔

بلکہ مسلمانوں کی مستند روایات اس نقطہ پر صراحت کیساتھ متفق ہیں کہ خداوند عالم کے مقدرات میں بلحاظ مصالح و ضروریات تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔

اسی لئے اختلاف کی حدیں صرف لفظوں ہی تک پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں مفہومی حیثیت سے انہیں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔

وہ روایات جنہیں بدا کی تصریح موجود ہے کوئی ابہامی و اجمالی حیثیت نہیں رکھتے ہیں بلکہ اونمیں سُلجھی ہوئی لفظوں میں پوری توضیح کیساتھ مخالفین بدا کے دلوں سے شبہ کی چبھتی ہوئی پھانس اور شک کے خلش کرتے ہوئے کانٹے کو نکالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سواد اعظم کے آرا و نگار اور مفسرین کے افادات علمیہ اُن روایات

سے پوری طرح لبریز ہیں جنھیں نسخ کی تائید کرتے ہوئے اکابر اسلام نے عقیدہ بدا کی تائید کی ہے۔

جو اشخاص مویدات نسخ کا مطالعہ کرنیکے بعد بھی بدا کا اقرار نہیں کرتے وہ درحقیقت بدا کو نسخ کے علاوہ کوئی اور چیز خیال کرتے ہیں اور ایسا خیال قطعاً کوتاہ نظری و تعصب کی دلیل ہے۔

بدا کے متعلق اسلامی کتابوں میں بکثرت مویدات موجود ہیں اور سردست ہمارا یہی مقصود ہے کہ ان میں سے کچھ شواہد منتخب کرکے قارئین کرام کے سامنے پیش کردیں جس سے انکو یہ اندازہ ہوگا کہ بدا کا مسئلہ فرقہ شیعہ کا من گھڑت نہیں ہے بلکہ متفقہ اسلامی روایات اس عقیدے میں ان کے ہم آواز ہیں۔

(۱)

اخرج ابن ابی شیبة وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم عن مجاهد رضی الله عنه قال قالت قریش وما کان لرسول ان یاتی بآیة الا باذن الله ما نراك یا محمد تملك من شی ولقد فرغ من الامر فانزلت هذه الآیة تخویفا لهم و وعیدا لهم یمحوا الله

ابن ابی شیبہ ابن جریر ابن منذر و ابن ابی حاتم نے مجاہد سے تخریج کی ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ قریش کہا کرتے تھے کہ جو رسول جو نشانی لاتا ہے وہ خدا کی اجازت ہی سے۔ اے محمد ہم تمہیں اس امر پر قادر نہیں سمجھتے ہیں کہ تم کسی شے پر تصرف کرسکو خدا تقدیر امر سے فارغ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ما یشاء و یثبت الا ماات شئنا احدثنا
له من امرنا ما شئنا و یحدث الله
تعالی فی کل شهر رمضان فیمحو الله
ما یشاء و یثبت من ارزاق الناس
ومصائبهم وما یعطیهم وما یقسم
لهم الخ

ہو چکا (یعنی اب اسمیں کسی قسم کی
تبدیلی نہیں ہوسکتی)۔
یہ آیت یمحو اللہ ما یشاء ویثبت
انھیں لوگوں کی تہدید کیلئے نازل ہوئی
جسکا مطلب یہ ہے کہ خدا ارشاد فرماتا
ہے کہ اپنے پیغمبر کیلئے اپنے مقدرات
میں ہم ہر طرح کا احداث (تغیر و تبدل) کر سکتے ہیں۔ اور خدا ہر رمضان کے مہینہ میں اپنے امر میں نسخ کرتا رہتا ہے جس چیز کو (ارزاق تکالیف عطایا و تقسیمات میں سے) چاہتا ہے موافق مصلحت محو اور جسے چاہتا ہے ثبت کر دیتا ہے۔

یہ روایت پوری صراحت کیساتھ اس امر کی توضیح کر رہی ہے کہ خداوند عالم کو اپنے مقدرات کے تغیر و تبدل کا کلیۃ اختیار رہے اور جو کچھ خدا ارزاق تکالیف عطایا و تقسیمات کے متعلق مقدر کر چکا ہے اُسکو بدل بھی سکتا ہے۔

یہی درحقیقت بدا کا مفہوم ہے جسکو نافہم اشخاص دوسرے لباس میں پیش کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا عبارت کا درمنثور سیوطی میں مطالعہ کیا جا سکتا ہے

(۲)

اخرج عبد الرزاق والفریابی — عبد الرزاق۔ فریابی ابن نصر ابن منذر

jafir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

وابن نصر وابن المنذر وابن
ابی حاتم والبیهقی فی شعب الایمان
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی
قوله تعالی یمحو اللہ ما یشاء ویثبت
قال ینزل اللہ فی کل شهر رمضان
الی سماء الدنیا فیدبر امر السنة
الی السنة فی لیلة القدر فیمحو
اللہ ما یشاء ویثبت الا الشقاوة
والسعادة والحیات والممات
انتهی

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان
میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
تخریج کی ہے کہ ابن عباس نے اس
آیت یمحو اللہ ما یشاء ویثبت کے
متعلق یہ بیان کیا کہ خدا ہر ماہ رمضان
میں سماء دنیا پر اُترتا ہے اور ایک سال
سے دوسرے سال تک کے نظام کی
شب قدر میں تدبیر کرتا ہے اور بدبختی
وسعادت زندگی وموت کے علاوہ
اور تمام چیزوں میں محو واثبات فرماتا ہے

دُر منثور سیوطی

اس روایت مین اگرچہ خدا کے اُترنے کا جزو ہمارے لئے قابل قبول نہین ہے لیکن اسکی تصریح موجود ہے کہ خداوند عالم کے مقدرات قابل تغیر و تبدل ہین اور سعادت و شقاوت موت وحیات کے علاوہ اور جتنی چیزین ہیں ان مین خدا محو واثبات فرماتا رہتا ہے۔

(۳)

قال السیوطی فی الدر المنثور

ابن سعید ابن جریر وابن مردویہ نے

jabir.abbas@yahoo.com

اخرج ابن سعد و ابن جریر و ابن مردویہ عن الکلبی رضی اللہ عنہ فی الآیۃ قال یمحو اللہ من الرزق و یزید فیہ و یمحو من الاجل و یزید فیہ فقیل من حدثک بھذا قال ابو صالح عن جابر بن عبد اللہ ابن رباب الانصاری عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ۔

علامہ کلبی سے آیت مذکورہ بالا کی تفسیر میں تخریج کی ہے (کہ وہ یہ کہتے تھے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے) کہ خداوند عالم رزق و مدت حیات میں کمی و زیادتی فرماتا رہتا ہے لوگوں میں سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ سے یہ کس نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو صالح نے ابو صالح سے جابر بن عبد اللہ نے جابر ابن عبد اللہ سے پیغمبر نے اس امر کو بیان فرمایا تھا۔

اس روایت کی آخری کڑی جو راوی تک منتہی ہوتی ہے وہ علامہ کلبی ہیں۔ انکی توثیق و استناد کے متعلق ابن عدی نے تاریخ کامل میں یہ تحریر کیا ہے کہ

للکلبی احادیث صالحۃ و هو معروف بالتفسیر و لیس لاحد تفسیر اطول منہ و لا اشبع۔

کلبی کے متعلق بہت سی صالح حدیثیں موجود ہیں اور وہ اپنی تفسیر کی وجہ سے معروف و مشہور ہیں انکی تفسیر سے زیادہ کوئی تفسیر طولانی و سیر کن نہیں ہے۔

اسی روایت کو علامہ سیوطی نے اپنی کتاب افادہ میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ

اخرج ابن جریر و ابن مردویہ فی

ابن مردویہ و ابن جریر نے اپنی تفسیر کو

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

تفسیرہما عن الکلبی فی قولہ تعالیٰ
یمحو اللہ ما یشاء ویثبت قال یمحو
من الرزق ویزید فیہ ویمحو من الاجل
ویزید فیہ فقیل من حدثک بھذا
قال ابو صالح عن جابر ابن عبد اللہ
ابن رباب الانصاری عن النبی ص
(دُرِ منثور سیوطی)

میں اس آیت کے ذیل میں علامہ کلبی
سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ
آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو رزق و اجل
دونوں چیزوں کے محو و اثبات کا اختیار ہے
کسی نے یہ پوچھا کہ آپ سے یہ کس نے بیان
کیا اُنہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو صالح
نے ابو صالح سے جابر ابن عبد اللہ نے
اُن سے رسالتمآب نے بیان فرمایا تھا۔

(۲)

روی ابو الدرداء قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ینزل اللہ تعالیٰ فی آخر ثلث
ساعات یبقین من اللیل فینظر
فی الساعۃ الاولیٰ منھن فی ام الکتاب
الذی لا ینظر غیرہ فیمحو ما یشاء
ویثبت الخ

ابو درداء روایت کرتے ہیں کہ رسالتمآب
نے ارشاد فرمایا کہ خدا شب کی باقیماندہ
تین ساعتوں میں نازل ہوتا ہے اور ان
تین ساعتوں کی پہلی ساعت میں
اُم الکتاب (لوح محو و اثبات) پر نظر
ڈالتا ہے جسکو اُسکے علاوہ اور کوئی
نہیں دیکھ سکتا اور پھر جس چیز کو چاہتا ہے
محو کر دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثابت کر دیتا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

یہ روایت بھی روایاتِ بالا کی ہمنوا اور دعوائے بداء کا ایک ذہنی ثبوت ہے

(۵)

حضرت علیؑ کی روایت

عن علی رضی اللہ عنہ انہ سأل رسول اللہ عن قولہ یمحو اللہ مایشاء و یثبت فقال لاقرن عین امتی بعدی بتفسیرھا الصدقۃ علی وجہھا و اصطناع المعروف یحول الشقاوۃ سعادۃ و یزید فی العمر و یقی مصارع السوء

امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے آیہ یمحو اللہ مایشاء و یثبت کی تفسیر دریافت کی آپ نے فرمایا کہ میں اس آیت کی تفسیر سے اپنی امت کی آنکھیں خنک کردونگا باعلی صدقہ و امورِ خیر یہ وہ چیزیں ہیں جو شقاوت کو سعادت سے تبدیل کردیتی ہیں اور زیادتیٔ عمر اور حفاظت مقامات شر کا باعث ہوجاتی ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ دُرِ منثور سیوطی میں اس روایت کی تخریج کی ہے۔

لباب میں بھی یہ روایت اسی حوالہ کے ساتھ موجود ہے۔

معمولی اختلافات سے قطع نظر کرتے ہوئے روایت جس مفہوم کی طرف اشارہ کررہی ہے اوسکا مطالعہ کرنیکے بعد یہ حقیقت بالکل نکھر کر نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے کہ صدقہ و بجاآوری خیرات اور والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا

jabir.abbas@yahoo.com

دونوں چیزوں کی وجہ سے شقاوت سعادت اور عمر کی کمی زیادتی کیسا تو بدل جایا کرتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جسکو عقیدۂ بداء میں شامل قرار دیا گیا ہے اور اسکے انکار کو بعض نافہم ہستیاں اپنے لئے طرۂ امتیاز سمجھتی ہیں۔

(۶)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما لا ینفع الحذر من القدر ولکن اللہ یمحو ما یشاء ویثبت (مستدرک حاکم)۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ تقدیر سے خائف ہونا انسان کیلئے کوئی نفع بخش امر نہیں ہے خداوند عالم دعا کیوجہ سے جس امر کو چاہتا ہے ثابت کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔

حاکم نیشاپوری نے کہا ہے کہ ھذہ الروایۃ صحیحۃ۔

(۷)

قیس ابن عباد کی روایت

اخرج ابن جریر عن سعد قال العاشر من الرجب یمحو اللہ فیہ ما یشاء ویثبت الخ

ابن جریر نے سعد سے تخریج کی ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ دسویں رجب میں خدا اپنے مقدرات میں محو و اثبات فرماتا ہے۔

(۸)

قیس کی روایت

عن قیس ابن عباد قال اللہ امر

قیس ابن عباد سے ابن منذر ابن ابی حاتم

jabir.abbas@yahoo.com

فی کل لیلة العاشر من الاشهر الحرم
اما العاشر من الاضحی فیوم النحر
واما العاشر من المحرم فیوم عاشوراء
واما العاشر من رجب فیمحو الله
فیه ما یشاء ویثبت قال ونسیت
ما قال فی ذی القعدة الخ
(درمنثور سیوطی)

اور بیہقی نے شعب الایمان میں تخریج
کی ہے اونہوں نے یہ کہا کہ خدا کیلئے
ہر شب عاشر اشہر حرم میں امر ہے عاشر
ذیحجہ تو یوم النحر ہے اور عاشر محرم یوم عاشورا
ہے اور عاشر رجب وہ دن ہے جسمیں خدا
اپنے مقدرات میں محو و اثبات فرماتا ہے
اور پھر یہ کہا کہ عاشر ذیقعدہ کے متعلق
جو پیغمبر نے کہا تھا وہ مجھے یاد نہیں رہا۔

(۹)

عمر ابن خطاب کی روایت

اخرج عبد ابن حمید و ابن جریر
و ابن المنذر عن عمر ابن خطاب
انه قال وهو یطوف بالبیت
اللهم ان کنت کتبت علی شقاوة
او ذنبا فامحه فانک تمحو ما تشاء
وتثبت وعندک ام الکتاب فاجعله
سعادة ومغفرة الخ

عبد ابن حمید ابن جریر و ابن منذر نے
عمر ابن خطاب سے تخریج کی ہے کہ وہ طواف
بیت کرتے وقت یہ دعا کر رہے تھے کہ
خداوندا اگر تو نے لوح محو و اثبات میں
میرے لئے بدبختی یا گناہ قرار دیا ہے تو
اسے تو محو فرما دے فانک تمحو ما تشاء
تو جس چیز کو چاہتا ہے محو فرماتا ہے اور

Presented by: Rana Jabir Abbas

جسے چاہتا ہے ثابت کرتا ہے تیرے ہی پاس اُم الکتاب ہے اور بدبختی و گناہ کے بجائے تو اُم الکتاب میں میرے لئے سعادت و مغفرت قرار دے ۔

فہم کی قوتیں اگر سالم ہوں تو روایت کے الفاظ یقیناً اس طرف راہنمائی کرینگے کہ دعا کرنیوالا مقدرات امر میں محو و تغیر کا قائل تھا پھر ایسی صورت میں تعجب کی بات ہے کہ جس عقیدہ پر خلیفہ ثانی کی مہر تصدیق ثبت ہے اوسکو ایمان شکن قرار دیا جا رہا ہے ۔

(۱۰)

ابن مسعود کی روایت

اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعود
قال ما دعی عبد قط بهذه الدعوات
الا وسع الله فی معیشته یا ذا المن
ولا یمن علیه یا ذا الجلال والاکرام
یا ذا الطول لا اله الا انت ظهر
اللاجین وجار المستجیرین ومأمن
الخائفین ان کنت کتبتنی عندك
فی ام الکتاب شقیا فامح عنی
اسم الشقاوة وثبتنی عندك

ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے تخریج
کی ہے کہ کوئی شخص اگر یہ دعا پڑھے
تو یقیناً اوسکے رزق میں وسعت ہوجائے
گی کہ اے وہ صاحب احسان جو کسی کا
شرمندۂ احسان نہیں اور اے صاحب
جلال و کرم اے صاحب عطا تیرے
سوا کوئی صاحب ربوبیت نہیں تو ہی
لوٹنے والوں کی پشت پناہ اور پناہ لینے
والوں کا پناہ دہندہ ہے تو ہی خائفین کا

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

سعیداً او ان کنت کتبتنی عندک
فی ام الکتاب محروما مقترا علیّ
فی رزقی فامح حرمانی ونیسر رزقی
وثبتنی عندک سعیداً موفقاً
للخیر فانک تقول فی کتابک الذی
انزلت یمحو اللہ ما یشاء ویثبت
وعندہ ام الکتاب الخ

مامن ہے اگر تو نے ام الکتاب میں مجھکو
بدبخت لکھا ہے تو بدبختی کو مٹا کر میرے
لئے سعادت تحریر کردے اور اگر تو نے
اپنے کرم سے محروم اور میرے رزق
کو محدود قرار دیا ہے تو میں دعا کرتا
ہوں کہ تو میری محرومیت کو مٹا دے
اور میرے رزق کے طریقوں کو سہل بنا دے
اور اسکے بجائے نیک بختی اور توفیق خیر ثبت کردے تو نے اپنی کتاب منزل میں
وعدہ کیا ہے کہ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب۔

اس روایت کو علامہ جلال الدین سیوطی نے درمنثور میں تحریر
فرمایا ہے۔

(۱۱)

مجاہد کی روایت

اخرج ابن جریر عن مجاہد فی
قولہ تعالے یمحو اللہ ما یشاء و
یثبت قال اللہ ینزل کل شئی
یکون فی السنۃ فی لیلۃ القدر

ابن جریر نے مجاہد سے آیہ یمحو اللہ
ما یشاء کے ذیل میں تخریج کی ہے
کہ خدا ہر اس شے کو جو کہ سال میں
ہونیوالی ہوتی ہے لیلۃ القدر

jabir.abbas@yahoo.com

ارباب بصیرت شمع انصاف کی روشنی میں غور فرمائیں کہ مذکورہ بالا الفاظ اثر سے بڑھکر بدا کا اور کونسا ثبوت ہو سکتا ہے۔

جس آیت کے ذیل میں ابتک مفسرین کے آراء و افکار کا تذکرہ کیا گیا ہے اوس کے متعلق علامہ فخر الدین رازی کی تحریر بھی خاص طور پر قابل لحاظ ہے علامہ موصوف اپنی تفسیر کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں۔

فی هذه الآیة قولان الاول انها عامة فی کل شیٔ کما یقتضیه الظاهر قالوا ان الله یمحو من الرزق ما یشاء ویزید فیه وکذا القول فی السعادة والشقاوة والایمان والکفر وهو مذهب عمر وابن مسعود ورواه جابر عن رسول الله والثانی انها خاصة فی بعض الاشیاء دون البعض ففیها وجوه الاول ان المراد من المحو والاثبات نسخ الحکم المتقدم واثبات حکم آخر عن الاول

اس آیت کے متعلق دو قول ہیں اول تو یہ کہ یہ آیت حامل عموم ہے جیسا کہ مقتضائے ظاہر ہے قائلین عموم یہ کہتے ہیں کہ خدا رزق سعادت شقاوت ایمان کفران تمام چیزوں میں اپنی مشیت کے مطابق کمی و زیادتی کر سکتا ہے یہ عمر و ابن مسعود کا مسلک ہے اور اسکو جابر نے رسالتمآب صلعم سے روایت کیا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ آیت میں تخصیص ہے اور اسکی مختلف صورتیں ہیں پہلی صورت یہ کہ حکم سابق کو منسوخ کرکے خدا اوسکے مقام پر دوسرا حکم

Presented by: Rana Jabir Abbas

والثانی انه تعالی یمحو من دیوان
الحفظة ما لیس بحسنة ولا سیئة
لانهم مامورون بکتابة کل قول
وفعل ویثبت غیره الثالث
انه تعالی اراد بالمحو ان من اذنب
اثبت ذلک الذنب فی دیوانه
فاذا تاب عنه محی عن دیوانه
الرابع یمحو الله ما یشاء وهو
من جاء اجله ویدع من لم
یجی اجله ویثبته الخامس انه تعالی
یثبته فی اول السنة فاذا مضت
السنة محی واثبت کتابا آخر
للمستقبل السادس یمحو نور القمر
ویثبت نور الشمس السابع یمحو
الدنیا ویثبت الآخرة الثامن
انه فی الارزاق والمحن والمصائب
یثبتها فی الکتاب ثم یزیلها

ثبت فرما دیتا ہے دوسرے یہ کہ
چونکہ کرام کاتبین حسنات وسیئات
کی کتابت پر مامور ہیں اس لئے خدا
جب لوح محفوظ میں نیکی و بدی کے
علاوہ کوئی چیز دیکھتا ہے تو اوسے
محو فرما دیتا ہے تیسرے یہ کہ خدا
جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اُس
کے گناہ کو ثبت فرما دیتا ہے اور جب
یہ شخص توبہ کرتا ہے تو اسکے گناہ
کو توبہ کیوجہ سے محو کردیتا ہے چوتھے
یہ کہ جسکی مدت پوری ہو جاتی ہے
اوسکو مٹا دیتا ہے اور جسکی مدت
باقی ہوتی ہے اوسے قائم رکھتا ہے
پانچویں یہ کہ خدا ابتدائے سال میں
امور کو ثابت فرماتا ہے اور ختم سال
کے بعد ان امور کو محو فرما کر آخر سال
کیلئے اور امور تحریر فرماتا ہے چھٹے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

بالدعاء والصدقة وفيه حث
على الانقطاع الى الله تعالى التاسع
تغير احوال العبد فما مضى منها فهو
المحو وما حصل وحضر فهو الاثبات
العاشر يزيل ما يشاء من حكمه
لا يطلع عليه احد فهو المتفرد
بالحكم كما يشاء وهو المستقل
بالايجاد والاعدام والاحياء
والاماتة والاغناء والافقار
بحيث لا يطلع على غيبه احد
واعلم ان هذا الباب فيه مجال
عظيم فان قال قائل الستم تزعمون
ان المقادير قد جف به القلم فكيف
يستقيم مع هذا المعنى المحو والاثبات
قلنا ذلك المحو والاثبات ايضا
قد جف به القلم فلا يمحو الا
ما سبق علمه وقضائه بمحوه الخ

یہ کہ نور قمر مٹا کر نور آفتاب کو ثابت فرماتا
ہے ساتویں یہ کہ دنیا کو فنا کرتا ہے اور
آخرت کو باقی رکھتا ہے آٹھویں یہ کہ
رزق کی مصیبتیں تکلیفیں اونکو
ابتداءً خدا ثابت کرتا ہے اور پھر صدقہ
و دعا کیوجہ سے اونہیں زائل کر دیتا ہے
یہ صورت رجوع الی اللہ کی باعث ہے
نویں یہ کہ امور ماضی میں بندوں کے
حالات کا تغیر یہ محو ہے اور جو چیزیں حاضر
ہیں اون سے مراد اثبات ہے دسویں یہ
کہ خدا کی مشیئت جن احکام سے متعلق
ہوتی ہے اون کو زائل فرما دیتا ہے
اوسکے حکم میں کوئی شریک نہیں وہ پیدا
کرنے اور فنا کرنے زندہ رکھنے اور مارنے
فقیر کرنے اور غنی کرنے پر سب طرح قادر
و مختار ہے اوسکی مشیئت کا کسی کو
علم نہیں ہو سکتا جس مطلب کا تذکرہ کیا

jabirabbas@yahoo.com

گیا ہے اسمیں بحث کی گنجایش بہت ہے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ امور تقدیری کو قلم قدرت ثبت کر چکا ہے لہذا اوسمیں محو و اثبات کیونکر ہو سکتا ہے تو اسکا جواب یہ دیا جائے گا کہ جس طرح مقدرات کو قلم قدرت سے تحریر کیا ہے اوسی طرح اسمیں محو و اثبات کو بھی تحریر کر دیا ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ وہ جن چیزوں کو محو کرتا ہے وہ پہلے سے اوسکے علم میں موجود ہوتی ہیں ۔

اس تفسیر سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ بدا قرآنی تعلیم ہے اور عقلی حیثیت سے اسمیں نکتہ چینی کا محل نہیں ۔

ظاہر ہے کہ عقیدہ مذکور اگر کوئی غیر معقول عقیدہ ہوتا تو خدا کی وہ کتاب جو کہ حقائق کا خزانہ اور معارف حقہ کا سرچشمہ ہے اوسکی تائید میں کبھی رطب اللسان نظر نہ آتی ۔

اب اسکے بعد بھی اگر مذکورہ بالا عقیدہ کو شیعوں کا طبعزاد عقیدہ قرار دیکر ناقابلِ عمل قرار دیدیا جائے تو یہ یقیناً ایسا کہنے والے کی واماندگی و عاجزی کا ثبوت ہوگا ۔

علامہ زمخشری بلدکی تائید میں

مذکورۃ الصدر آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ زمخشری تفسیر

Presented by: Rana Jabir Abbas

کشاف میں تحریر فرماتے ہیں کہ

یمحو اللہ ما یشاء و ینسخ ما یستصوب نسخہ و یثبت بدلہ ما یری المصلحۃ فی اثباتہ و یترکہ غیر منسوخ وقیل یمحو من دیوان الحفظۃ ما لیس بحسنۃ ولا سیئۃ لانہم مامورون بکتابۃ کل قول وفعل و یثبت غیرہ وقیل یمحو کفر التائبین بالتوبۃ و یثبت ایمانہم وطاعتہم

یعنی یمحو اللہ ما یشاء سے یہ مراد ہے کہ خدا جس امر کو قابل نسخ سمجھتا ہے اوسے منسوخ کرکے اوسکے عوض میں ایسے امر کو ثبت فرما دیتا ہے جسکا اثبات قرین مصلحت ہوتا ہے اور جو امور اوسکی نگاہ میں ناقابل نسخ ہوتے ہیں اونکو قائم رکھتا ہے اور اونکو منسوخ نہیں فرماتا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یمحو اللہ ما یشاء سے یہ مراد ہے کہ ملائکہ حافظین کے دفتر سے اون امور کو محو فرما دیتا ہے جنکا تعلق نہ خیر سے ہوتا ہے نہ شر سے چونکہ ملائکہ ہر قول و فعل کے لکھ لینے پر مامور ہیں اسلئے وہ حسنات و سیئات کو تحریر کرتے ہیں مگر خدا موافق مصلحت اونکو محو فرما دیتا ہے مگر یہ قول ضعیف ہے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ معصیت کرنیوالوں کی معصیت کو توبہ کی وجہ سے محو فرما کر اوسکے بجائے طاعت و ایمان کو درج کر دیتا ہے۔

منکرین عقیدۂ بدا کو سبق لینا چاہئے کہ علامہ موصوف نے جس

jabirabbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

قول کو بغیر تضعیف اپنے سلسلۂ افادات میں تحریر فرمایا ہے وہ پہلا قول ہی جسکا واضح مفہوم یہ ہے کہ خداوند عالم امور عالم میں سے جس شئے کے محو کئے جانیکی مصلحت دیکھتا ہے اسے محو کر دیتا ہے اور اوسکے بجائے مصلحت جس دوسرے امر کی مقتضی ہوتی ہے اوسے ثبت فرما دیتا ہے۔

یہ کھلی ہوئی بدا (نسخ تکوینی) کی تائید نہیں تو اور کیا ہے۔

نگاہوں کے سامنے سے تعصب کے تاریک پردے ہٹا کر دیکھو اور غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ شیعہ درحقیقت بدا کے بمعنی نسخ ہی قائل ہیں بمعنی ظہور غلطی رائے سابق بدا شیعوں کی کسی ایک فرد کا بھی عقیدہ نہیں ہے

اس تفسیر میں بذیل آیۃ

وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب

علامہ موصوف رقمطراز ہیں کہ

وفیه تاویل آخر وهو انا لا تطول عمر الانسان ولا ننقصه الا فی کتاب وصورته ان یکتب فی اللوح ان حج فلان او غزا فعمره اربعون سنة وان حج وغزا فعمره ستون سنة فاذا اجمع فیبلغ ...

اس آیت کی ایک اور تاویل ہے اور وہ یہ کہ ہم انسان کی عمر کو نہ گھٹاتے ہیں نہ بڑھاتے ہیں مگر کتاب میں۔ اور اوسکی صورت یہ ہے کہ خدا لوح پر یہ تحریر فرما دیتا ہے کہ فلاں شخص اگر حج یا جہاد کریگا تو اوسکی عمر چالیس سال ...

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

الستین فقد عمر و اذا افنی احدھما
فلم یتجاوز الاربعین فقد نقص
من عمرہ الذی ھو الغایة وھو
الستون والیه اشار رسول اللہ صلعم
فی قوله ان الصدقة والصلة
تعمران الدیار وتزیدان فی الاعمار
وعن کعب انه قال حین طعن
عمر لو ان دعی اللہ لاخر فی اجله
فقیل لکعب الیس قد قال اللہ تع
اذا جاء اجلھم لا یستقدمون
ساعة ولا یستاخرون قال وقد
قال اللہ تع وما یعمر من معمر ولا ینقص
الا فی کتاب وقد افاض اللہ ع
الالسنة اطال اللہ بقائك و
فسح فی مدتك وما اشبھه

کی ہوتی ہے اور اس سے تجاوز نہیں
کرتی اور اسکی عمر گھٹ جاتی ہے یہی
ینقص من عمرہ کا مطلب ہے اور
اسی کی طرف رسالتمآب صلعم نے اپنی اس
حدیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ صدقہ
اور صلہ رحم شہروں کو آباد اور عمروں کو
زیادہ کردیتے ہیں یعنی انکی وجہ سے
عمر زیادہ ہوجاتی ہے اور کعب کی روایت
ہے کہ جب عمر ابن خطاب زخمی ہوئے
تو عمر نے یہ کہا کہ اگر یہ دعا کرتے تو انکی
اجل میں تاخیر ہوجاتی کسی شخص نے
یہ کہا کہ خدا تو یہ فرماتا ہے کہ جب انکی
اجل آجاتی ہے تو نہ وہ ایک گھڑی
پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ
سکتے ہیں کعب نے کہا کہ خدا نے
یہ بھی تو کہا ہے کہ ما یعمر من معمر اور اس نے تمام زبانوں
پر یہ فقرے جاری کئے ہیں کہ اطال اللہ بقائك خدا تیری عمر دراز کرے یا

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

فسح اللہ عمرک خدا تیری مدت کو وسیع کردے۔

عقیدہ بدا کا مذاق اڑانیوالے اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر دیکھیں کہ اونھی کے یہاں کے ارباب قلم اسکی تائید میں شیعوں کا کیونکر ساتھ دے رہے ہیں۔

تفسیر کی عبارت سے چند باتیں مستفاد ہوتی ہیں۔

(۱) خداوند عالم نے لوحِ محو و اثبات کو خلق فرمایا ہے اور اوسمیں باقتضا د محل زیادتی و کمی فرماتا رہتا ہے۔

(۲) ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوحِ محو و اثبات میں مدت حیات شرائط پر معلق کردیجاتی ہے۔

(۳) پیغمبر اسلام کی حدیث کے موافق صدقہ و صلۂ رحم سے عمر طولانی ہوجاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدا کی بنیاد بانیٔ اسلام کی تعلیم ہے اور اسکو شیعی اختراع سے کوئی تعلق و رابطہ نہیں۔

(۴) اصحاب رسول بھی اس عقیدہ کے موافق تھے۔

(۵) مذکورہ بالا خیال اور آیہ اذا جاء اجلھم میں کسی قسم کی منافات نہیں۔

بیشک خدا کے علم میں موت کی جو ساعت مقدر ہے اوسمیں کمی و زیادتی کا کوئی امکان نہیں اور اسکا کسی اور کو حق حاصل نہیں ہے لیکن

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اگر خدا چاہے تو اسکی قدرت و اختیار کا دائرہ چونکہ وسیع ہے اسلئے اسکے لئے تغیر دنیا احکام کو کسی طرح مستحیل نہیں قرار دیا جا سکتا اور یہ تغیر بھی علم باری میں پہلے سے گذر چکا ہوتا ہے

علامہ زمخشری کی دوسری تائید

صاحب تفسیر کشاف ایک طولانی عبارت کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ

عن عبد اللہ ابن طاهر انه
دعا الحسین ابن الفضل و
قال اشکلت علیّ ثلاث آیات
دعوتك لتکشفها لی قوله تعالیٰ
فاصبح من النادمین وقد صح
ان الندم توبة ۲ وقوله کلّ
یوم هو فی شان وقد صح ان
القلم جف بما هو کائن الی یوم
القیامة ۳ وقوله ان لیس
للانسان الا ما سعی فما بال
الاضعاف فقال الحسین یجوز
ان لا یکون الندم توبة فی هذه

عبد اللہ ابن طاہر نے ایک مرتبہ حسین
ابن فضل کو بلایا اور کہا کہ مجھے تین
آیتیں مشکل معلوم ہوتی ہیں میں
چاہتا ہوں کہ انہیں سلجھا دو اوّلاً
یہ آیت کہ فاصبح من النادمین اور
صحیح یہ ہے کہ ندامت توبہ ہے تو
بعد توبہ قابیل کے معذب رہنے کی
کیا وجہ دوسرے یہ آیت کہ کل یوم
ھو فی شان حدیث میں تو یہ ہے
کہ جو کچھ ہونیوالا تھا وہ ہو چکا اور
اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخ
ہو سکتا ہے تیسرے یہ آیت کہ ان

jabirabbas@yahoo.com

الامة ویکون توبة فی هذه الامة
لان الله خص هذه الامة بخصائص
لم یشارکهم فیها الامم وقیل ان
ندم قابیل لم یکن علی قتل هابیل
ولکن علی حمله واما قوله وان
لیس للانسان الا ما سعی لیس
له الا ما سعی عدلا ولی ان
اجزیه لواحدة الفا فضلا
واما قوله کل یوم هو فی شان
فانها شئون یبدیها لا شئون
یبتدیها فقام عبد الله و
قبل راسه۔

(تفسیر کشاف)

لیس للانسان الا ما سعی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بقدر کوشش ہی کے ثواب مل سکتا ہے۔ تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہوا کہ اگر نیک عمل کریگا تو اُسے اوسکا دس گنا اجر ملے گا۔ فضل نے جواب دیا کہ اُمت محمدیہ کیلئے چونکہ خدا نے ایسے خصوصیات قرار دیئے ہیں جنمیں کوئی دوسرا اُنکا شریک نہیں اسلئے ممکن ہے زمانہ سابق میں ندامت قائم مقام توبہ نہو اور اب قرار دیدی گئی ہو اسکے علاوہ قابیل کی ندامت قتل ہابیل پر نہ تھی بلکہ اس امر پر تھی کہ اُسنے اُنکی نعش کو اُٹھایا کیوں تھا دوسرے اشکال کا حل یہ ہے کہ مقتضائے انصاف تو یہ ہے کہ بقدر کوشش ثواب عطا کیا جائے مگر اب اُسکا فضل ہے کہ ایک کے عوض ہزار عطا فرمادے تیسرے شبہ کا حل یہ ہے کہ کل یوم ھو فی شان میں جو حالات ہیں وہ مقرر پہلے سے ہوتے ہیں خدا اُنہیں ظاہر کرتا ہے۔ نہ یہ کہ اُنہیں ابھی ایکا قرار دیتا ہے۔

Presented by: Rana Jabir Abbas

حسین ابن فضل کا افادہ اسکا شاہد ہے کہ وہ بدا کے قائل تھے اور انکا مسلمہ علامہ زمخشری کے نزدیک ناقابل انکار تھا اسی لئے اوسکو علامہ موصوف نے بلا جرح و قدح نقل کر دیا۔

قرآنی واقعات و قصص سے بدا کی تائید

سورۂ یونس میں ارشاد ہو رہا ہے کہ فلولا کانت قریۃ آمنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما آمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا ومتعناھم الی حین۔ اسکے متعلق مفسر بیضاوی تحریر فرماتے ہیں کہ:

روی ان یونس بعث الی نینوی من الموصل فکذبوہ واصروا علیہ فوعدھم بالعذاب الی ثلث وقیل الی اربعین فلما دنا العذاب اغامت السماء غیما اسود ذا دخان شدید فھبط حتی غشی مدینتھم فتابوا و طلبوا یونس فلم یجدوہ فایقنوا صدقہ فلبسوا المسوح وبرزوا

یونس موصل سے نینوی کیطرف بھیجے گئے لوگوں نے اونکو جھٹلایا اور اپنے طریق عمل پر مصر رہے یہ دیکھکر حضرت یونس نے باختلاف روایت تین روز یا چالیس روز کے بعد اوسے نزول عذاب کا وعدہ کیا جب وقت عذاب قریب آیا تو آسمان پر ایک دھواں دھار سیاہ ابر چھا گیا ان حالات کو دیکھکر قوم یونس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الی الصعید بانفسهم ونسائهم
ودوابهم وفرقوا بین کل والدة
وولدها فحن بعضها الی بعض
وعلت الاصوات والعجیج واخلصوا
التوبة واظهروا الایمان وتضرعوا
الی الله فرحمهم وکشف عنهم
وکان یوم عاشوراء یوم الجمعة
(تفسیر بیضاوی)

نے توبہ کی اور یونسؑ کو تلاش کیا مگر
وہ نہ ملے اسوقت اُن لوگوں کو پیغمبر
کی سچائی کا یقین ہوگیا اور وہ لوگ
کمبل اوڑھکر میدان میں اپنے چوپایوں
اور عورتوں کے ساتھ آئے اور بچوں کو
ماؤں سے علحدہ کر دیا اور ایک دوسرے
کیطرف مشتاق نگاہوں سے دیکھنے لگا
اور سب نے ملکر خلوص کیساتھ توبہ
کی اور اظہار ایمان کیا اس تضرع کیوجہ سے خدا نے اُنپر رحم کیا اور عذاب
کو اُن سے ہٹا دیا جس دن یہ واقعہ ہوا وہ عاشورے کا روز اور جمعہ کا دن تھا

علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ

اخرج ابن مردویه عن ابن
مسعودؓ عن النبیؐ قال ان
یونس دعا قومه فلما ابوا ان
یجیبوه وعدهم العذاب فقال
انه یاتیکم یوم کذا وکذا ثم
خرج عنهم وکانت الانبیاء علیهم السلام

ابن مردویہ نے ابن مسعود سے
اُنہوں نے رسالتمآبؐ سے تخریج
کی ہے کہ یونسؑ نے اپنی قوم کو ایمان
کی طرف دعوت دی لیکن جب
اُنہوں نے اُنکی دعوت پر لبیک کہنے
سے انکار کیا تو یونس نے اون کو

jabir.abbas@yahoo.com

اذا وعدت قومها العذاب
خرجت فلما اظلهم العذاب خرجوا
ففرقوا بين المرأة وولدها وبين
السخلة واولادها وخرجوا وعجوا
الى الله وعلم الله منهم الصدق
فتاب عليهم وصرف عنهم العذاب
وقعد يونس في الطريق يسئل
عن الخبر فمر به رجل فقال ما
فعل قوم يونس فحدثه بما صنعوا
فقال لا ارجع الى القوم فقد
كذبتهم وانطلق مغاضبا يعنى
مراغما۔
(دُرِ منثور)

عذاب سے ڈرایا اور کہا کہ فلاں فلاں
روز تمپر عذاب نازل ہوگا اور یہ
کہکر اپنی قوم سے جدا ہوگئے اسلئے کہ
انبیا کا یہ قاعدہ ہے کہ جب وہ اپنی
قوم سے وعدۂ عذاب کرتے ہیں تو اُنسے
علحدہ ہوجاتے ہیں جب قوم یونس
کے سروں پہ عذاب چھا گیا تو وہ
وادی کیطرف نکلے اور ماؤں کو بیٹوں
سے جدا کردیا اور خدا سے آہ وزاری
کیا تو دعا کرنے لگے خدا نے جب
اُنکا خلوص دیکھا تو عذاب کو دور
کردیا یونسؑ سرِ راہ بیٹھے ہوئے اس
قوم کی حالت کو آنیوالوں سے پوچھ رہے تھے یہانتک کہ ایک شخص آیا اور
اُسنے اُنکا کُل واقعہ دوہرایا یہ سُنکر جناب یونسؑ نے فرمایا کہ اب میں اپنی قوم کیطرف
نہ جاؤنگا اسلئے کہ میں اونکے خیال کے مطابق جھوٹا ہونگا یہ کہا اور غصّہ کیحالت
میں اُٹھکر چلے گئے ۔

دوسری آیت وواعدنا موسٰی ہمنے موسٰیؑ سے تیس دن کا وعدہ کیا

ثلثین لیلۃ ثم اتممناها بعشر	تھا پھر دس دن کا اضافہ کر کے

چالیس پورے کر دئیے ۔

اسکی تخریج کرتے ہوئے علاّمہ سیوطی نے تحریر کیا ہے کہ

اخرج عبد الرزاق وعبد ابن	عبدالرزاق وعبد ابن حمید نے اس
حمید عن مجاهد وواعدنا موسیٰ	آیت کے ذیل میں مجاہد سے تخریج
ثلثین لیلۃ قال ذو القعدۃ	کی ہے کہ خدا نے موسیٰؑ سے ذوالقعدہ
واتممناها بعشر قال ان موسیٰ	کا وعدہ کیا تھا پھر دس روز کا اضافہ
قال لقومه ان ربی وعدنی	کر دیا ۔ واقعہ یہی تھا کہ جناب موسیٰؑ
ثلثین لیلۃ ان القاه واخلف	نے قوم سے یہ کہا تھا کہ خدا نے مجھسے
هارون فیکم فلما اتصل موسیٰ	تیس دن کی ملاقات کا وعدہ کیا ہے
الی ربه زاده الله عشرة فکانت	اور اس زمانہ تک ہارون کو تم میں
فتنتهم فی العشر التی زادت	خلیفہ بنا دیا ہے جب موسیٰؑ کوہ طور

پر پہونچے تو خدا نے دس دن کا اور اضافہ کر دیا انکی قوم کا فتنہ انہی زائد شدہ دس دنوں میں برپا ہوا تھا ۔

اس واقعہ کی توضیح کرتے ہوئے صاحب حبیب السیر نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل بکرّات ومرّات بعرض موسیٰؑ رسانیدند کہ ما را شریعت مجدد میباید تا بمقتضائے آن عمل نمائیم وآنجناب اینمعنی را بمعروض بارگاه احدیت

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

گردانید خطاب آمد کہ بطور سینا شتافتہ سی روز روزہ دار تا مسئول تو
قبول یابد و موسیٰؑ ہارون را بخلافت خویش درمیان قوم خود گذاشتہ
و نفس نفیس با ہفتاد تن از صلحائے بنی اسرائیل بطرف طور در حرکت آمد
و بعد از وصول بقصد از غرۂ ذیقعدہ تا سلخ ماہ مذکور روزہ گردانید و بموجب
وحی الٰہی عشرہ ذی الحجہ را بآں منضم گردانید کما قال عزّ و جل و واعدنا موسیٰ الخ

"بنی اسرائیل نے بکرات و مرات جناب موسیٰؑ سے عرض کیا کہ
ہمارے لئے ایک جدید شریعت ہونی چاہیئے تاکہ ہم اوسپر عمل کریں جناب
موسیٰؑ نے اپنی قوم کی یہ استدعا خدا کے سامنے پیش کی وہاں سے ارشاد ہوا
کہ موسیٰؑ طور سینا ہی پر آکر تیس روز تک روزہ رکھو اسکے بعد تم جو دعا کروگے
وہ قبول کرلی جائیگی جناب موسیٰؑ جناب ہارون کو اپنا جانشین بنا کر چھوڑ گئے
اور خود ستر بنی اسرائیل کے ساتھ طور کیطرف چلے گئے اور وہاں پہونچکر تیس
دن تک روزے رکھے اور بموجب حکم خدا عشرہ ذی الحجہ کو بھی ماہ ذیقعدہ کیساتھ
منضم کردیا۔ اسی طرف خدا نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے کہ
وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ الخ۔"

وعدۂ سابق کو بمصلحت منسوخ کرنا درحقیقت یہی بدا ہے جسکو
مذکورۂ بالا شواہد و نظائر نے روز روشن کیطرح واضح و ہویدا کردیا۔ اسکے
بعد بھی اگر حقیقت ذہن نشین نہو تو یہ فہم کا قصور ہوگا۔

jabirabbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہم بدا کو مفاد نصوص قرآنی کے بالکل مطابق خیال کرتے ہیں مگر جہانتک غلطی رائے سے مفہوم بدا کا تعلق و ارتباط ہے وہانتک قطعاً ہم اسکے خلاف ہیں ہمارے نقطۂ عقیدت کی اگر تشخیص کرنا ہے تو ذیل کے شواہد کو بغور دیکھو ۔ اگر قوائے ادراک سالم ہونگے تو حقیقت کے چہرہ سے نقاب اشتباہ کا اٹھنا کچھ دشوار نہو گا ۔

عقیدہ کے اصلی خط و خال

علامہ صدوق نے کتاب التوحید میں تحریر فرمایا ہے کہ

لیس البداء کما یظنه جهال	خدا کو بدا جیسا کہ عوام الناس کا
الناس لانه بداء عن ندامة	گمان ہے ندامت کیوجہ سے نہیں
تعالی الله عن ذلك علوا کبیرا	ہوتا اسلئے کہ خدا ندامت سے بہت
ولکن یجب علینا ان نقر لله	بلند و برتر ہے ہم پر واجب ہے
عز وجل بان له البداء معناه	کہ ہم خدا کیلئے بدا کے اس معنی سے
ان له ان یبداء بشیء من خلقه	قائل ہوں کہ خدا کو اسکا اختیار ہے
الخلقه قبل شیء ثم یعدم ذلك	کہ وہ اپنے مخلوقات میں سے کسی
الشیء ویبدء الخلق غیره او	ایک شے کو دوسری چیز سے پہلے
یامر بامر ثم ینهی عن مثله او	خلق فرمائے پھر اس شے کو معدوم

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ينهى عن شئ ثم يامر بمثل ما
نهى عنه وذلك مثل نسخ الشرائع
وتحويل القبلة وعدة المتوفى
عنها زوجها ولا يامر الله عباده
بامر في وقت ما الا ويعلم ان الصلاح
لهم في ذلك الوقت في ان يامرهم
بذلك ويعلم في وقت اخر ان
الصلاح لهم في ان ينهاهم عن
فعل ما امرهم به فاذا كان ذلك
الوقت امرهم بما يصلحهم فمن اقر
لله عز وجل بان له ان يفعل
ما يشاء ويؤخر ما يشاء ويخلق
مكانه ما يشاء ويقدم ما يشاء
ويؤخر ما يشاء ويامر بما يشاء
كيف يشاء فقد اقر بالبداء و
ما عظم الله بشئ افضل من
الاقرار بان له الخلق والامر

معدوم کر کے اُسکے مقام پر کوئی دوسری
شے خلق فرما دے یا یہ کہ پہلے ایک
شے کا حکم دے اور اُسکے بعد اُسکے
امثال سے نہی فرما دے یا یہ کہ پہلے
ایک شے کا حکم دے اور اُسکے بعد
امثال منہی عنہ کا حکم دیوے جیسے
شریعتوں کا منسوخ کردینا یا قبلہ کا
بدل دینا یا اُس عورت کا عدہ جسکا
شوہر وفات پا چکا ہو بیشک خدا
کسی وقت خاص میں کوئی حکم نہیں
دیتا مگر یہ کہ اُسمیں اصلاح دیکھتا ہے
اور یہ دیکھتا ہے کہ اسوقت اُنکو یہ حکم
دینا ہی قرین مصلحت ہے پھر اُسکے
بعد جب یہ ملاحظ فرماتا ہے کہ اسوقت
اُنکی صلاح یہ ہے کہ اُنکو اُس حکم
کی بجا آوری سے روک دیا جائے
تو روک دیتا ہے اگر کوئی شخص

jabir.abbas@yahoo.com

والتقدیم والتاخیر واثبات ما لم یکن ومحو ما قد کان فی البداء هو رد علی الیهود لانهم قالوا ان الله قد فرغ من الامر فقلنا ان الله کل یوم هو فی شان یحیی ویمیت ویرزق ویفعل ما یشاء والبداء لیس من ندامة۔

بدا کا اس معنی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اقرار کرے کہ خدا کو اختیار ہے کہ جو چاہے وہ کرے اور جس چیز کو چاہے موخر کرکے اوسکے مقام پر دوسری چیز کو خلق فرمادے وہ جس چیز کو چاہتا ہے معین کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے وہ جس طرح اور جیسا چاہتا ہے حکم فرماتا ہے تو

(کتاب التوحید)

وہ یقیناً عقیدۂ (بدا) کا مقر ہے اور اس سے بڑھکر کوئی اقرار باعث تعظیم خدا نہیں ہوسکتا کہ خدا کو خلق و تقدیم واثبات ومحو ان تمام چیزوں کا اختیار ہے عقیدۂ بدا یہودیوں کے خیالات کی رد ہے یہودیوں کا یہ خیال ہے کہ خدا تقدیر امور سے فارغ ہوچکا ہم انکی اس طرح رد کرتے ہیں کہ خدا ہر روز ایک شان میں ہے جسے چاہتا ہے ہلاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے زندہ کردیتا ہے جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اسکو بدا جہالت یا ندامت کیوجہ سے معاذ اللہ نہیں ہوتا۔

اسی مطلب کی علامہ میر باقر داماد نے ان لفظوں میں تائید فرمائی ہے کہ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

البداء منزلته فی التکوین منزلة
النسخ فی التشریع فما الامر
التشریعی والاحکام التشریعیة
التکلیفیة والوضعیة المتعلقة
بافعال المکلفین نسخ فهو فی
الامور التکوینیة والمعلومات
الکونیة والمکونات الزمانیة
بداء فالنسخ کانه بداء تشریعی
والبداء کانه نسخ تکوینی ولا بداء
فی القضاء ولا بالنسبة الی
جناب القدس الحق والمفارقات
المحضة من ملائکته القدسیة
ولا فی متن الدهر الذی هو ظرف
الحصول القار والثبات البات
ووعاء نظام الوجود کله انما
البداء فی القدر وفی امتداد
الزمان الذی هو افق التقضی

بدا کا مرتبہ تکوین وخلق میں وہی ہے
جو نسخ کا مرتبہ تشریع میں ہے پس
جو چیز کہ احکام تکلیفیہ وتشریعیہ
میں نسخ ہے وہی تکوینیات اور
مکونات کے اعتبار سے بدا ہے
اس سے معلوم ہوا کہ بدا گویا نسخ
تکوینی اور نسخ گویا بدا تشریعی ہے
اور بدا کا تعلق نہ علم واجب الوجود
سے ہے نہ قضائے مبرم سے ہے
نہ مفارقات قدسیہ سے ہے اور نہ
دہر سے ہے جو کہ حصول مستقر ثبات
محض اور کل نظام وجود کا ظرف
ہے بلکہ بدا کا تعلق مقدرات
اور ان امتدادات زمانیہ سے
ہے جو کہ افق مرور حدوث اور
ظرف تقدم وتاخر ہیں بہ نسبت
حقائق مادیہ اور کائنات زمانیہ کے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

وَالتجدد وظرف السبق واللحوق
والتعاقب بالنسبة الی
الکائنات الزمانیة والھویات

اور محصل یہ ہے کہ بدا کا تعلق
زمانیات ومکانیات اور طبیعیات
ومادیات سے ہے۔

الھیولانیة وبالجملة بالنسبة الی من فی عالم المکان والزمان ومن
فی عوالم المادة واقالیم الطبیعة۔

بدا کے متعلق علامہ مجلسی کا افادہ

ولنذکر ما ظہر لنا من الآیات
والاخبار بحیث تدل علیہ
النصوص الصریحة ولا تأبی
عنہ العقول الصحیحة فنقول
وباللہ التوفیق انہم علیہم السلام
انما بالغوا فی البداء ردا علی
الیہود الذین یقولون ان اللہ
قد فرغ من الامر ومن النظام
وبعض المعتزلة الذین یقولون
ان اللہ خلق الموجودات دفعة

بدا کے متعلق اقوال علما کا تذکرہ
فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ ان آیات واخبار کے مفہوم
کو ہم پیش کردیں جن پر ناقابل انکار
تصریحی نصوص دال ہیں اس ارادہ
کی تکمیل میں ہم توفیق خدا کے خواستگار
ہیں یہ امر بالکل قابل تسلیم ہے کہ
ائمہ علیہم السلام نے بدا میں مبالغہ
سے کام لیا ہے اور اسکی وجہ یہودیوں
کے خیال کی رد تھی جنکا یہ خیال

jabir.abbas@yahoo.com

واحدة على ما هي عليه الآن
معادن ونباتاً وحيواناً وانساناً
ولم يتقدم خلق آدم على خلق الاولاد
والتقدم انما يقع في ظهورها لا في
حدوثها ووجودها وانما اخذوا
هذه المقالة من اصحاب الكمون
والظهور من الفلاسفة وعلى
بعض الفلاسفة القائلين بالعقول
والنفوس الفلكية وبان الله
تعالى لم يؤثر حقيقة الا في العقل
الاول فهم يعزلونه تعالى عن ملكه
وينسبون الحوادث الى هؤلاء فنفوا
ذلك واثبتوا انه تعالى كل يوم في
شان من اعدام شئ واحداث
آخر واماتة شخص واحياء آخر و
غير ذلك لئلا يتركوا العباد التضرع
الى الله ومسألته وطاعته

تھا کہ خدا تقدیر امور و انتظامات سے
فارغ ہو چکا اب کچھ نہیں کر سکتا یا انکے
طریقہ سے فرقہ معتزلہ کے اُن بعض افراد
کی تکذیب مقصود تھی جنکا یہ عقیدہ
تھا کہ خدا کو جو پیدا کرنا تھا اُسکو
وہ دفعۃً واحدہ پیدا کر چکا اُس صورت
سے جیسے کہ وہ اسوقت معدنی نباتی
انسانی ہیئتوں میں موجود ہیں انکے
خیال میں خلقت آدم خلقت بنی آدم
پر مقدم نہیں تھی تقدم و تاخر جو کچھ
ہے وہ ظہور میں ہے ورنہ حدوث
میں سب برابر ہیں اونکا یہ خیال اصحاب
کمون و ظہور سے ماخوذ تھا جو فلسفیوں کی
ایک مشہور جماعت ہے اور اُن فلاسفہ
کے خیال کی رد منظور تھی جو کہ
ایجاد عالم میں نفوس فلکیہ و عقول
کو مؤثر قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

والتقرب الیه بما یصلح امور دنیاهم
وعقباهم ولیرجوا عند التصدق
علی الفقراء وصلة الارحام و
بر الوالدین والمعروف والاحسان
ما وعدوا علیها من طول العمر
وزیادة الرزق وغیر ذلك ثم
اعلم ان الایات والاخبار تدل
علی ان الله تعالی خلق لوحین اثبت
فیهما ما یحدث من الکائنات
احدهما اللوح المحفوظ الذی
لا تغیر فیه اصلا وهو مطابق
لعلمه تعالی والآخر لوح المحو و
الاثبات فیثبت فیه شیئا ثم
یمحوه لحکم کثیرة لا یخفی علی
اولی الالباب مثلا یکتب فیه
ان عمر زید خمسون سنة و
معناه ان مقتضی الحکمة ان

کہ خدا کی تاثیر عقل اول سے متعلق ہے
اور جتنے حوادث ہیں وہ اُسکے اثر سے
معرا ہیں اس خیال کی نفی فرماتے
ہوئے ائمہ علیہ السلام نے فرما دیا کہ
خدا کیلئے ہر روز ایجاد و اعدام و احیاء
و اماتت کی ایک شان ہے تاکہ خدا
کیطرف تضرع و زاری کرنیسے لوگ
غافل نہوں اور اُسکی رضا جوئی
اطاعت اور امور صالحہ سے اُسکی
بارگاہ میں تقرب حاصل کرنیکے لئے
ساعی ہوں اور صلہ رحم صدقہ بر والدین
نیکی احسان وغیرہ کو بجالا کر اون
ثوابات کو حاصل کریں جو کہ خدا کیطرف
سے طول عمر زیادتی رزق وغیرہ سے
اُنپر مرتب کئے گئے ہیں آیات و اخبار
سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے
دو لوحیں خلق فرمائی ہیں ایک لوح محفوظ

jabir.abbas@yahoo.com

يكون عمره كذا اذا لم يفعل ما يقتضي
طوله او قصره فاذا وصل الرحم
مثلا يمحي الخمسون ويكتب
مكانه ستون واذا قطعها يكتب
مكانه اربعون وفي اللوح المحفوظ
انه يصل وعمره ستون كما ان
الطبيب الحاذق اذا اطلع على
مزاج شخص يحكم بان عمره بحسب
هذا المزاج يكون ستين سنة
فاذا شرب سما ومات او قتله
الانسان فنقص من ذلك او
استعمل دواء اقوى من اجر به
فزاد عليه لم يخالف قول الطبيب
والتغير الواقع في هذا اللوح
مسمي بالبداء اما لانه مشبه
به كما في سائر ما يطلق عليه
تعالى من الابتلاء والاستهزاء

جسمیں تغیرات ناممکن ہیں دوسری
لوح محو و اثبات اسمیں خدا جس
چیز کو بمصلحت قابل محو سمجھتا ہے
اُسے محو فرما دیتا ہے اور جسے قابل
ثبت سمجھتا ہے اُسے ثبت فرما دیتا
ہے مثلاً اُسپر یہ تحریر کرتا ہے کہ زید
کی عمر پچاس سال کی ہے یعنی اسکا
مطلب یہ ہے کہ مقتضائے حکمت تو
یہی ہے کہ اُسکی عمر اتنی ہی ہو لیکن
اُسوقت جبکہ یہ ایسی چیزیں بجا
نہ لائے جو مقتضی طول و قصر عمر
ہو سکتی ہیں پس اگر زید نے صلہ رحم
کیا مثلاً تو پچاس کو محو کر کے ساٹھ
لکھدیئے گئے اور اگر قطع رحم کیا تو
پچاس کے بجائے چالیس لکھدیئے
گئے اور لوح محفوظ میں یہ تحریر ہے
کہ اُسکی عمر ساٹھ سال کی مثلاً فلاں

Presented by: Rana Jabir Abbas

والتجربة وامثالها اوكلاته
يظهر للملائكة او للخلق اذا اخبروا
بالاول خلاف ما علموا اولاً و
اى استبعاد فى تحقق هذين
اللوحين واية استحالة فى هذا
المحو والاثبات حتى يحتاج الى التأويل
والتكلف وان لم يظهر الحكمة
فيه لنا بعجز عقولنا عن الاحاطة
بها مع ان الحكم فيه ظاهرة
منها ان يظهر للملائكة الكاتبين
فى اللوح والمطلعين عليه لطفه
بعباده وايصالهم فى الدنيا
الى ما يستحقونه فيزدادوا به
معرفة ومنها ان يعلم العباد
باخبار الرسل والحجج عليهم السلام
ان لاعمالهم الحسنة مثل
هذه التأثيرات فى صلاح

صورت میں اور چالیس سال کی
فلاں صورت میں ہوگی اسکی مثال
بالکل یہ ہے جیسے کوئی حاذق طبیب
کسی شخص کے مزاج پر مطلع ہو کر یہ
پیشینگوئی کرے کہ بحسب مزاج
اسکی عمر مثلاً ساٹھ سال کی ہوگی
پس اگر اسنے زہر لے لیا یا قتل کردیا
گیا تو عمر کم ہوجائیگی اور اگر کوئی مقوی
مزاج دوا استعمال کی تو عمر زیادہ
ہوجائیگی۔ مزاج طبعی کو دیکھکر
طبیب نے جو رائے ظاہر کی تھی کسی سبب
خاص کیوجہ سے اوس میں اگر تغیر ہوجائے
تو یہ قابل اعتراض نہیں ہوسکتا اور نہ
یہ قول طبیب کے خلاف ہوگا جو تغیر کہ لوح
محو و اثبات میں واقع ہوتا ہے اوسی کا
نام بداء ہے اور اسکی خدا کیطرف
نسبت یا تو ویسی ہی ہے

jabir.abbas@yahoo.com

امورهم ولاعمالهم السيئة
تاثير في فسادها فيكون داعيا
لهم الى الخيرات صارفا لهم
عن السيئات فظهر ان للجهة
اللوح تقدما على اللوح المحفوظ
من جهة لصيرورته سببا
لحصول بعض الاعمال فبذلك
انتقش في اللوح المحفوظ حتمًا به
فلا يتوهم انه بعد ما كتب في
هذا اللوح حصوله لا فائدة
في المحو والاثبات ومنها انه اذا
اخبر الاوصياء احيانا عن كتاب
المحو والاثبات ثم اخبروا بخلافه
يلزمهم الاذعان به ويكون
في ذلك تشديد للتكليف عليهم
تسبيب لمزيد الاجر لهم كما في
سائر ما يبتلي الله عباده به

جیسی کہ استہزا و سخریہ و ابتلا وغیرہ
کی نسبت یا یہ صورت ہے کہ ملائکہ یا
دیگر مخلوقات کو اُنکے علم کے خلاف
اطلاع دیجاتی ہے تو وہ اُسے بدا
سمجھتے ہیں ورنہ امر مبرم حقیقتاً
وہی ہے ان دونوں کے فرض کرنے
میں کونسا استبعاد و استحالہ ہے
اور قصور فہم کیوجہ سے اگر اسکی
حکمت سمجھ میں نہ آئے تو تاویل و
تکلف کی کونسی ضرورت ہے
باوجود اسکے کہ اسمیں مختلف حکمتیں
ظاہر ہیں اولاً تو یہ کہ کاتبین لوح
اور اسکے مطلعین کو عبادیہ جو خدا
کا لطف و کرم ہے اور جو چیزیں
کہ خدا اُن کو بقدر استحقاق عطا
فرماتا ہے اوسکا علم ہوتا ہے اور
اُسکی وجہ سے اُنکی معرفت میں

Presented by: Rana Jabir Abbas

من التكاليف الشاقة وايراد
الامور التي يعجز اكثر العقول
عن الاحاطة بها وبها يمتاز
المسلمون الذين فازوا بدرجات
اليقين عن الضعفاء الذين
ليس لهم قدم راسخ في الدين
ومنها ان يكون هذا الاخبار
تسلية لقوم المؤمنين المنتظرين
لفرج اولياء الله وغلبة الحق
واهله كما روي في قصة
نوح حين اخبر بهلاك القوم
ثم اخر ذلك مرارا وكما روي
في فرج اهل البيت عليهم السلام
وغلبتهم لانهم عليهم السلام
لو كانوا اخبروا الشيعة في
اول ابتلائهم باستيلاء المخالفين
وشدة محنتهم انه ليس

اضافہ ہوتا ہے دوسرے یہ حکمت ہے
کہ مخلوقات کو انبیا کے ذریعہ سے اسکا
علم ہو جائے کہ اُنکے افعال حسنہ
اُنکے اصلاح امور میں ان ان تاثیرات
کے حامل ہیں اور سیئات کیوجہ سے
انمیں یہ یہ فساد ہوتا ہے اس علم کی
وجہ سے یہ فائدہ ہوگا کہ سیئات کو
ترک کردینگے اور امور صالحہ پہ عمل
کرنے لگیں گے۔ ہمارے اس بیان
سے مستنبط ہوتا ہے کہ لوح محو و
اثبات لوح محفوظ پر بسبب حصول
اعمال ہونے کیوجہ سے مقدم ہے
اور حصول کا تعلق چونکہ لوح محفوظ
سے ہے اس لئے اس توہم کا بھی
کوئی موقع نہیں ہو سکتا کہ کسی شے
کے حاصل ہو جانے کے بعد اُسکے محو و
اثبات سے فائدہ ہی کیا ہے تیسرے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

فرجهم الا بعد الف سنة او الفی
سنة ليأسوا ورجعوا عن الدين
ولكنهم اخبروا شيعتهم بتعجيل
الفرج وربما اخبروهم بانه
يمكن ان يحصل الفرج في بعض
الازمنة القريبة ليثبتوا على
الدين ويثابوا بانتظار الفرج
كما مر في خبر امير المومنين
صلوات الله عليه فاخبارهم
عليهم السلام بما يظهر خلافه
ظاهرا من قبيل المجملات و
المتشابهات التي تصدر عنهم
بمقتضى الحكم ثم يصدر عنهم
بعد ذلك تفسيرها وبيانها
وقولهم يقع الامر الفلاني
في وقت كذا معناه ان كان
كذا وان لم يقع الامر الفلاني

حکمت یہ ہے کہ انبیا جس وقت لوح
محو و اثبات کے حالات سے مطلع کرنے
کے بعد لوح محفوظ کے حالات سے
لوگوں کو مطلع کرتے ہیں تو اسکی وجہ
سے لوگوں کو انکی نبوت کی تصدیق
ہوجاتی ہے اور تکلیف کے سخت
ہونے سے دیگر ابتلاءات و تکالیف
اور محیر العقول واردات کی طرح
اُنکے اجر میں اضافہ ہوتا ہے اور
قوی الایمان اشخاص ضعیف الایمان
اشخاص سے ممتاز ہوجاتے ہیں
(جیسا کہ قوم نوح میں ہوا) ممکن ہے
کہ یہ اخبار (کہ خدا بمصلحت اپنے
امور میں تغیر و تبدل کرسکتا ہے)
اُن لوگوں کی تسکین کیلئے ہوں جو کہ
غلبہ حق و ظہور حجت کے منتظر ہیں
اگر ایسا نہ ہوتا اور باطل کے طولانی

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

الذی بیا فیہ ولم یذکروا الشرط
کما قالوا فی النسخ قبل الفعل وقد
اوضحناہ فی باب ذبح اسمعیلؑ
فمعنی قولھم علیھم السلام ما عبد
اللہ بمثل البداء ان الایمان
بالبداء من اعظم العبادات
القلبیۃ لصعوبتہ ومعارضۃ
الوساوس الشیطانیۃ فیہ
ولکونہ اقرارا بان لہ الخلق
والامر وھذا کمال التوحید
او المعنی انہ من اعظم الاسباب
والدواعی الی عبادۃ الرب
تعالی کما عرفت وکذا قولھم
ما عظم اللہ بمثل البداء یحتمل
الوجھین وان کان الاول فیہ
اظھر واما قول الصادقؑ لو علموا
ما فی القول بالبداء من الاجر

دو حکومت کا ذکر کر دیا جاتا اور
متبعین حق کو اجل متحتم بتا دی جاتی
تو وہ غلبہ مخالفین اور شدت صعوبات
کی وجہ سے حق سے برگشتہ ہو جاتے
یہی وجہ ہے کہ ائمہ علیہم السلام نے
اپنے دور قیام سلطنت کے تعجیل
آنے کی خبر دی اور بسا اوقات یہ
بھی بتا دیا کہ ہماری قوت کا ظہور
قریبی زمانوں میں ہوگا تاکہ اس
صورت سے وہ مرکز ایمان پر مستحکم
کیا تھا قائم رہیں اور انتظار کا ثواب
پائیں جیسا کہ خبر امیر المومنینؑ کے
ذیل میں بیان ہوا۔ بعد ازاں دو حدیثیں
نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ائمہ علیہم السلام
کا متشابہات و مجملات کے تعبیر کے ذیل
میں ایسے امور کی اطلاع دینا کہ ظاہر میں
جنکے خلاف وقوع پذیر ہوتا ہے یا انکا

jabir.abbas@yahoo.com

ما فتروا عن الکلام فیه فلما مر
ایضاً من ان اکثر مصالح العباد
موقوفة علی القول بالبداء
اذ لو اعتقدوا ان کل ما قدر
فی الازل فلا بد من وقوعه
حتما لما دعوا الله فی شئ من
مطالبهم وما تضرعوا الیه و
ما استکانوا لدیه ولا خافوا
منه ولا رجوا الیه الی غیر
ذلك مما قد اومانا الیه واما
ان هذه الامور من جملة
الاسباب المقدرة فی الازل
ان یقع الامر بها لا بد وتنها قلما
لا یصل الیه عقول اکثر الخلق
فظهر ان هذا اللوح وعلمهم بما
یقع فیه من المحو والاثبات
اصلح لهم من کل شئ

یہ فرمایا کہ یہ امر فلاں وقت میں ہوگا اگر
مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسکے لئے کچھ شروط
ہیں اگر وہ شروط پورے ہو گئے تو ایسا
ہوگا ورنہ نہوگا اور شروط کا تذکرہ نہیں
فرماتے جیسا کہ نسخ قبل الفعل میں
ہوتا ہے اور اسکے متعلق ہم سمت
ذبح اسمٰعیل میں تفصیل کیساتھ بحث کر آئے
ہیں پس آپ حضرات کا یہ فرمانا کہ خدا کی
پرستش کا سب سے بڑا ذریعہ بدا ہے
یا یہ کہ بدا اپنی سختی اور وساوس شیطانی
کے رد کی وجہ سے ہے اور نیز اسوجہ سے
کہ اسمیں اسکا اقرار ہوتا ہے کہ خدا کیلئے
خلق وامر ہے اور یہ کمال توحید ہے
اعظم عبادات قلبیہ میں سے ہے۔ ان
تمام چیزوں کا مطلب یہ ہے کہ یہ عقیدہ
خدا کی عبادت کا بہت بڑا سبب و
ذریعہ ہے جیسا کہ ہم اسکی توضیح

کرچکے ہیں اور بعینہ یہی صورت اس روایت کی ہے کہ ما عظم اللہ بمثل البداء اب رہا امام جعفر صادقؑ کا یہ قول کہ لو علم الناس ما فی البداء الخ اگر لوگ بداء کے مصالح حِکم اور اُسکے اجر و ثواب کو سمجھ لیں تو اسکے متعلق کلام کرنے سے کبھی کسل نہ کریں اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ لوگوں کے اکثر مصالح بداء پر موقوف ہیں اگر عباد خدا کو اسکا یقین ہو جائے کہ مقدرات ناقابل نسخ ہیں تو نہ وہ خدا سے ڈرینگے نہ تضرع و زاری کرینگے اور نہ اُس سے رجاء و دعا کرینگے اب یہ امر کہ یہ امور بھی اُن اسباب میں سے ہیں جنپر اشیاء کی انجام پذیری کو تقدیر ازلی میں معلق کر دیا گیا ہے یہ ایسی چیز ہے جس تک اکثر لوگوں کا ذہن نہیں پہونچتا۔ ہماری تحریر سے معلوم ہوا کہ لوح محو و اثبات اور اُسکے معلومات ہی وہ ہیں جنکی وجہ سے لوگوں کے اعمال میں صلاح کی جھلک نمودار ہو جاتی ہے۔

بداء کے متعلق شیخ الطائفہ تحریر فرماتے ہیں

الوجہ فی ھذہ الاخبار ان صحت	وہ اخبار جو کہ ظہور حضرت حجت سے متعلق
انہ لا یمتنع ان یکون اللہ تعالیٰ قد وقت	ہیں اُنکو نقل کرنیکے بعد فرماتے ہیں کہ
ھذا الامر فی الاوقات التی ذکرت	اولاً تو یہ اخبار ناقابل صحت ہیں
فلما تجدد ما تجدد تغیرت المصلحۃ	اور اگر انہیں فرض کر بھی لیا جائے
واقتضت تاخیرہ الی وقت آخر	تب بھی انمیں یہ توجیہ ممکن ہے کہ خدا نے

SALAR JUNG ESTATE LIB

وكذلك فيما بعد ويكون الوقت الاول
وكل وقت يجوز ان يؤخر مشروطا بان
لا يتجدد تغير ما تقتضي المصلحة
التاخير الى ان يجيء الوقت الذي
لا يغيره شيء فيكون محتوما فعلى
هذا يتأول ما روي في تاخير
الاعمار عن اوقاتها والزيادة
فيها عند الدعاء وصلة الارحام
وما روي في تنقيص الاعمار
عن اوقاتها الى ما قبله عند فعل
الظلم وقطع الرحم وغير ذلك و
هو تعالى وان كان عالما بالامرين
فلا يمتنع ان يكون احدهما
معلوما بشرط والآخر بلا شرط و
هذه الجملة لا خلاف فيها بين اهل
العدل وعلى هذا يتأول ايضا
ما روي في اخبارنا المتضمنة بلفظ

ایک وقت اس امر کیلیے مقرر فرمایا تھا
لیکن مقتضی تاخیر حوادث کے رونما
ہونیکے بعد مصلحت تاخیر وقت کی
مقتضی ہوئی اور اسیطرح آئندہ
بھی وقت اول اور ہر وقت اس
شرط پر معلق ہوگا کہ ایسے تجددات
پیدا ہونے پائیں جنکی وجہ سے مصلحت
جناب باریتعالی تاخیر کی مقتضی ہو جائے
اگر یہ شرط پوری ہو جائیگی تو مقرر کردہ
وقت حتمی و یقینی ہوگا اس توضیح کے
بعد ان اخبار میں جو کہ صدقہ و صلہ رحم
و دعا کیوجہ سے تاخیر اجل یا ظلم و جور
کیوجہ سے تقدیم اجل کے حامل ہیں یہ
تاویل کیجائیگی کہ خدا کو تو ان دونوں حالتوں
کا علم ہے مگر ایک امر انمیں سے معلوم بشرط ہے اور
ایک معلوم بغیر شرط اور اسکا اہل عدل
کی ایک فرد بھی انکار نہیں کریگی اور اسیطرح

Presented by: Rana Jabir Abbas

البداء ویبین ان معناها النسخ
علی ما یریده جمیع اهل العدل
فیما یجوز فیه النسخ او تغیر شروطها
ان کان طریقها الخبر عن الکائنات
لان البداء فی اللغة هو الظهور
فلا یمتنع ان یظهر لنا من افعال الله
ما کنا نظن خلافه او نعلم ولا نعلم
شرطه فمن ذلک ما رواه سعید
باسناده عن ابی الحسن الرضا
قال علی بن الحسین و علی ابن
ابیطالب قبله و محمد ابن علی و
جعفر ابن محمد کیف لنا بالحدیث
مع هذه الآیة فاما من قال
بان الله لا یعلم الشی الا بعد
کونه فقد کفر ۔ (کتاب الغیبت)

اُن روایات میں بھی تاویل کیجائیگی
جو لفظ بدا پر مشتمل ہیں اور اُنکے لئے
کہا جائیگا کہ بدا سے انکی مراد نسخ ہے
اُن چیزوں میں جو یا قابل نسخ ہوں
یا کونیات سے متعلق ہونیکی بنا پر
قابل تغیر شروط ہوں جیسا کہ اہل
عدل کا اجماع ہے اور چونکہ بدا کے
معنی لغتہً ظہور کے ہیں اسلئے یہ امر
بھی ممکن ہے کہ (بدا کا یہ مطلب ہو)
ہماری نگاہ کے سامنے خدا کے کچھ ایسے
افعال آئیں جنکے خلاف کا ہمیں گمان
ہو یا خلاف کا یقین تو نہ ہو بلکہ نفس
فعل کے علم کیساتھ شرائط کا علم ہو
(اور خدا نے شرائط کی بنا پر اسمیں تغیر و
تبدل کیا ہو) اور اسی کیمتعلق وہ روایت
ہے جسکو سعید نے عبداللہ سے اُنہوں نے احمد ابن محمد عیسیٰ سے اُنہوں نے احمد ابن ابی
نصر سے اُنہوں نے امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے اُنہوں نے اپنے آباؤ اجداد کا نام

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیکر فرمایا کہ انہوں نے یہ ارشاد فرمایا کہ آیہ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب کی موجودگی میں حدیث کی کونسی ضرورت ہے اور اسی کے بعد یہ فرمایا کہ اگر کسی شخص کا یہ خیال ہو کہ خدا کو قبل تکوین شے اسکا علم نہیں ہوتا تو وہ کافر ہے۔

بدا کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

کسی مذہب کے اصول و عقائد کو معیار عقل و دانش پر منطبق کرنے کی کوشش کرنا یقیناً ایک اچھا مشغلہ ہے مگر اسی وقت تک جبتک حقائق اصلیت کے لباس میں پیش کئے جائیں عقائد کی چھان بین میں ذاتی مفاد کی رعایت کرنا اور حقیقت کو مسخ کرکے دنیا کے سامنے پیش کرنا یہ اصول دیانت کے بالکل خلاف ہے اور یہ صرف انہیں لوگوں کا طریقہ ہو سکتا ہے جو ذاتیات کی پرستش میں روحانیت کی طرف سے منہ موڑ لینے کے آغاز فطرت ہی سے عادی ہوں بدا کے متعلق ہم مختلف شواہد و نظائر کے ماتحت کافی روشنی ڈال چکے ہیں مگر ابھی بعض اعتراضات کا جواب دینا باقی رہ گیا ہے بنا بریں اس سرخی کے ذیل میں ہم اُن اعتراضات کی حقیقت پر انتہائی بے تعصبی اور رواداری کے ساتھ غور کرنا چاہتے ہیں خدا کرے کہ معترض کے اعتراضات خوش نیتی پر مبنی ہوں ورنہ دلائل و براہین کی قوتیں ضمیر کو سرنگوں بنانے سے بالکل قاصر رہیں گی۔

jabir.abbas@yahoo.com

معترض کے دعوے پر ایک سرسری نظر

معترض کا یہ خیال ہے کہ شیعوں کے عقیدہ میں خدا کا علم کامل نہیں اور جہالت کی وجہ سے اسکی رائے میں اکثر غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں ہم اس بنیادی مطالبہ پر تحقیقی نظر ڈالنا چاہتے ہیں غور و فکر کی قوتیں اگر معترض صاحب کا تھوڑی دیر کے لئے بھی ساتھ دینگی تو وہ خود اپنے دعوے کی مہملیت کا اقرار کر لینگے ہم معترض صاحب کو اسکا یقین دلانا چاہتے ہیں کہ شیعوں کے عقائد کی اساس قرآن و احادیث کی تصریحات ہیں اُنکے اعتقاد میں ذات خدا اُن تمام صفات کا مجموعہ ہے جو کمال کے انتہائی نقطہ عروج تک پہونچ چکے ہوں وہ معترض اور اُسکے ہمخیال طبقہ کیطرح نہ خدا کے تجسم کے قائل ہیں نہ ظلم و جور جیسی صفتوں کو اُسکے لئے جائز خیال کرتے ہیں وہ جو نبوت کا مرتبہ تو بیحد بلند ہے انکے خیال میں تو نبوت کو بھی قبائح علم و عمل سے پاک ہونا چاہئے یقیناً اگر تمام اسلامی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے اور ارباب نقد کی جماعت بیٹھکر اسلامی کتب ایک ایک سطر دیکھے تب بھی کوئی ایسا ثبوت فراہم نہیں کیا جاسکتا کہ شیعہ خدا کے علم کو ناقص خیال کرتے ہیں۔

علم خدا کے متعلق ثقات اہل تشیع کا متفقہ فیصلہ

خدا جاہل نہیں بلکہ عالم ہے

محقق طوسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

قد ثبت ان فعل الباری سبحانه تعم لداعیه وکل من کان کذلك کان عالماً لان الداعی هو الشعور والشعور هو العلم بمصلحة الایجاد او الترك ۔ (فصول نصیریه)

خداوند عالم کے افعال ارادہ و داعی سے ہوتے ہیں اور داعی سے مراد ایجاد و ترک کی مصلحت کا شعور ہے اور جس شخص کے افعال اس نوعیت کے ہونگے وہ یقیناً عالم ہوگا۔ نتیجہ ظاہر ہے۔

اسکی شرح فرماتے ہوئے صاحب انوار جلالیہ تحریر فرماتے ہیں۔

لما فرغ من اثبات کونه قادراً شرع فی اثبات کونه تعالی عالماً والمراد من کونه عالماً ظهور الاشیاء له وانکشافها بحیث لا یعزب عنه منها شیء واستدل المص علی ذلك بانه تعالی مختار وکل مختار عالم ینتج انه تعالی عالم اما الصغری فقد تقدمت واما الکبری فلان المختار هو الذی فعله یتبع الداعی

محقق جب اُن تمام ادلہ کو بیان کر چکے جو خدا کی قادریت کے ثبوت میں پیش کئے جا سکتے ہیں تو اب اُنہوں نے اس بحث کو شروع فرمایا کہ خداوند عالم عالم بھی ہے اُسکے عالم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے اُسکے سامنے ظاہر و منکشف ہے اور اُنمیں کی کوئی شے اُسکی نگاہ قدرت سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اسپر اُنکا استدلال یہ ہے کہ خدا قادر و مختار ہے اور جوذات

jabir.abbas@yahoo.com

فالداعي هو الشعور بما في
الفعل او الترك من المصلحة
الباعثة على ذلك الايجاد
او الترك ولانه تعالى فعل
الافعال المحكمة المتقنة اي
المشتملة على الخواص الغريبة
والفوائد العجيبة وكل من كان
كذلك فهو عالم اما الصغرى
فظاهرة لمن نظر في تشريح
العالم الفلكي والعنصري و
اما الكبرى فبديهية -

صاحب قدرت و اختیار ہوگی اُسکے
لئے عالم ہونا یقینی ہے دلیل مذکور
کے جزو اول (یعنی خدا مختار ہے)
اسکا ثبوت ابتدائی مباحث میں
پیش کیا جا چکا ہے رہا جزو ثانی
اُسکا ثبوت یہ ہے کہ مختار کے جانیکا
استحقاق وہی ذات رکھتی ہے جسکے
افعال تابع دواعی یعنی مصالح ایجاد
و ترک ہوں علاوہ بریں اُسکے افعال
مستحکم و متقن حکمتوں یعنی عجیب و
غریب فوائد و خصوصیات پر مشتمل ہیں

اور جس ہستی کی یہ حیثیت ہوگی وہ یقیناً عالم ہوگی اس دلیل کا ابتدائی جزو یعنی صغریٰ فلکیات و عنصریات کے صنائع بدیعیہ کا ملاحظہ کرنیوالوں کیلئے بالکل ظاہر و آشکار ہے۔ اور کبریٰ بدیہی ہونیکی وجہ سے بحث پیش کرنیکی ضرورت نہیں

اس تشریح کے خاتمہ پر محقق موصوف کی ایک اور عبارت ملتی ہے جسمیں خدا کے عموم علم کے متعلق بحث کی گئی ہے ارباب بصیرت شمع عقل کی روشنی میں اُسکا غائر نظر سے مطالعہ فرمائیں۔

jabirabbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

وجب ان يكون عالما لكل الممكنات
قادرا على كلها لان تعلق علمه
وقدرته ببعض الاشياء
دون بعض تخصيص من غير
مخصص ـ

خدا کیلئے عقلاً یہ بھی واجب ہے کہ وہ کل
ممکنات (عام اس سے کہ وہ حاضر ہوں
یا غائب کُلّی ہوں یا جزئی) کا علم رکھتا
ہو اور اسکے ساتھ اسکے محو و اثبات
و ترک کا مختار بھی ہو جس چیز کا چاہے
حکم کرے یا بنائے جسے چاہے منسوخ کردے یا محو کردے۔ اگر بعض ممکنات سے
اُسکے علم و قدرت کا تعلق ہو گا اور بعض سے نہ ہو گا تو تخصیص بلا مخصص لازم آیگی
علامہ موصوف نے اس تحریر میں جس چیز کو عموم قدرت و علم سے
تعبیر فرمایا ہے یہی درحقیقت بدا ہے۔

صاحب انوار جلالیہ لکھتے ہیں کہ

لما ثبت من كونه تعالى عالما
وقادرا في الجملة شرع في اثبات
عمومها لكل معلوم ومقدور
وبيانه ان كلما اثبت كونه عالما
بشيء وقادرا عليه وجب كونه
عالما بكل الاشياء وقادرا على
كلها لكن المقدم حق فكذا التالي

جب یہ امر پایۂ ثبوت تک پہونچ چکا
کہ خدا عالم و قادر فی الجملہ ہے تو اب
علامہ موصوف یہ فرماتے ہیں کہ اسکا
علم و قدرت عام ہے اور اسکی توضیح
یہ ہے کہ جب باری تعالیٰ کا فی الجملہ
عالم و قادر ہونا مختلف ادلہ سے
ثابت ہو چکا تو اب یہ بھی واجب

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اما حقية المقدم فقد تقدمت
واما الشرطية فلان المقتضى
لكونه عالماً وقادراً هو ذاته
لاستحالة افتقاره الى امر مغاير
لذاته والا لزم امكانه وذاته
متساوي بالنسبة الى كل شئ
لتجردها فلو لم يثبت له الكل و
يقدر عليه لزم التخصيص
من غير مخصص هذا خلف

معلوم ہوتا ہے کہ اسکی علم و قدرت
کل اشیا پر حاوی ہو شعبہ اول
یعنی مقدم کی حقیت اوپر سے واضح
ہو چکی ہے رہا شعبہ ثانی یعنی شرطیہ
اسکا ثبوت یہ ہے کہ خداوند عالم کے
علم و قدرت کی مقتضی اسکی ذات ہے
اسلئے کہ اسکے لئے کسی غیر کیطرف محتاج
ہونا محال ہے اگر ایسا ہوگا تو اسکی
ذات محل امکان ہوگی۔ علاوہ بریں
چونکہ ذات باری تعالیٰ اپنے تجرد کی وجہ سے کل ممکنات کیطرف مساوی
نسبت رکھتی ہے ایسی صورت میں اگر وہ کل اشیاء کا عالم اور ان سب پر
قادر نہ ہوگا تو تخصیص بغیر مخصص لازم آئیگی اور یہ خلاف حق ہے۔

ایک نہیں دو دو گواہیاں

معترض صاحب کو اسکا یقین دلانے کیلئے کہ شیعہ جہل خدا کے معاذاللہ
ہرگز قائل نہیں صرف ایک ہی شاہد موثق کا پیش کردینا کافی تھا چہ جائیکہ ایسے
متعدد نظائر جو اسکے کمال علم کا کھلے ہوئے لفظوں میں اقرار کر رہے ہیں اور یہ واضح

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرتے ہیں کہ اُسکا علم و حکمت محیط و کامل ہے وہ اغراض و مقاصد نفسانی سے مبرا و منزہ ہے اُس سے زیادہ نہ کوئی بنی نوع بشر کے رموز دینیات سے واقف ہے اور نہ مصالح عامہ کا لحاظ کرسکتا ہے وہ جہالت فریب ریاکاری ظلم و جور جانبداری اور غلطی جیسے بشری نقائص سے بری ہے لیکن افسوس ہے کہ شیعہ تو نہیں خود معترض صاحب اور اُن ایسے خوش عقیدہ حضرات العیاذ بخدا کے نقصان کمال کے قائل ہیں جسکے لئے وہ خود اپنے ہی آئینوں میں اپنی تصویروں کا مطالعہ کریں۔

ہم اپنے کرمفرما معترضین کو اسکا یقین دلاتے ہیں کہ مسئلہ بدا شیعوں کی منگھڑت نہیں ہے اور نہ اسے ابتدائی و اختراعی حیثیت حاصل ہے بلکہ اسکی بنیاد وہی قرآنی تعلیمات ہیں جنکی صداقت کے ممکن ہے کہ معترضین بھی معترف ہوں باقی رہی یہ روایت کہ خدا نے اپنی جہالت کیوجہ سے معاذ اللہ اسماعیل صاحبزادہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت کا اعلان کیا لیکن بعد میں اُنکے ناپسندیدہ افعال ملاحظہ فرما کر اپنی رائے کو بدل دیا یا اسی قسم کی وہ روایتیں جنکو بدا کے سلسلہ میں پیش کیا جاتا ہے قابل تاویل ہیں۔

تاویل کی ضرورت

معترض صاحب کو غالباً یہ معلوم نہیں کہ جب دلائل قطعیہ سے

jabir.abbas@yahoo.com

کوئی حقیقت پایۂ ثبوت تک پہونچ جاتی ہے تو اُسکے منافی اقوال میں ہمیشہ تاویل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر یہ صحیح نہیں ہے تو معترض صاحب اسکی صفائی پیش کریں کہ قرآن کی ان آیتوں کا کیا مطلب ہے۔

۱ اللہ یستہزئ بھم — خدا اُن سے استہزا کرتا ہے

۲ مکر اللہ — خدا نے مکر کیا

۳ ید اللہ — خدا کا ہاتھ

۴ جنب اللہ — خدا کا پہلو

۵ وجہ اللہ — خدا کا مُنھ

۶ یوم یکشف عن الساق — جس دن خدا اپنی پنڈلی کھولے گا

چونکہ مذکورہ بالا آیتیں عقیدہ قطعیہ کے خلاف تھیں اس لئے مفسرین نے مختلف قواعد کے تحت میں آیات مذکورہ میں تاویل سے کام لیا ہے۔ اگر آیتوں میں عقیدہ کے منافی الفاظ نازل ہو سکتے ہیں تو پھر اُن احادیث و روایات کو جنمیں عقائد قطعیہ کے مخالف کچھ الفاظ موجود ہوں کیوں نا قابل تاویل قرار دیا جاتا ہے۔

بالکل یقینی ہے کہ شیعوں کے عقیدہ میں خدا کا علم جزئیات و کلیات مشاہدات و غائبات تمام چیزوں پر حاوی ہے اسمیں کسی قسم کا نقص نہیں اور خدا کی ذات تمام صفات کمالیہ کی مستجمع ہے ایسی صورت

میں اگر روایات بالا کے الفاظ اس عقیدہ کے خلاف ترجمانی کریں تو کیوں
تاویل کی روشنی میں اُن کا مطالعہ نہ کیا جائے۔

کیا اب بھی اعتراض کی گنجایش باقی ہے

معترض صاحب کو مفہوم روایات کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ورنہ
وہ کبھی اعتراض کرنے کی زحمت نہ فرماتے۔

حقیقتاً روایات کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم کی مصلحت اس
امر کی داعی ہوئی کہ وہ اسمٰعیل کو امامت کا حامل نہ قرار دے۔

بداء اللہ کا یہ مطلب مراد لینا کہ خدا نے اپنی رائے سابق میں کسی
غلطی کا احساس کر کے اُس سے انحراف کیا۔ یہ ایک صریحی غلط فہمی ہے۔

عقیدہ بداء معیار عقل کے مطابق ہے

حقیقت شناس مسلمانوں میں سے کوئی ایک فرد بھی اسکا انکار
نہیں کر سکتی کہ خدا قادر مطلق ہے وہ غیر ارادی اسباب کیطرح اپنی تاثیر میں حکمت کا
پابند نہیں ہے نور اپنی حقیقت کے لحاظ سے نورانی ہے اسمیں تاریکی کا وجود
نہیں ہو سکتا فلک گردش پذیر ہے وہ کسی نقطہ خاص پر ساکن نہیں ہو سکتا
یونہی اور موثرات اپنے جوہری تاثیرات کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتے

jabir.abbas@yahoo.com

مگر یہ حقیقت اُنکا نقص ہے جسکو مجبوری کے علاوہ اور کسی لفظ کے ساتھ یاد نہیں کیا جا سکتا۔ معترضین بھی غالباً اسکے معترف ہوں گے کہ خدا عام ممکنات کی طرح اپنے افعال میں مجبور نہیں ہے اُسکو اپنے افعال کا کلیۃً اختیار ہے کہ جو چاہے وہ کرے اور چونکہ وہ عالم و حکیم ہے اس لیے لازم اُسکا ہر فعل اساس حکمت پر مبنی ہوگا۔ اب اسکے بعد ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بداء نسخ تکوینی کا یہی مطلب ہے کہ خدا قادر و مختار ہے وہ امر کو حادث کرنے کے بعد اُسکا پابند نہیں ہو جاتا ورنہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں خدا انہیں ذاتی امور و انتظامات میں بالکل مجبور و غیر مختار ہوگا جسکو کسی صورت سے اُسکے شایان شان نہیں قرار دیا جا سکتا اسکے علاوہ اگر نسخ تکوینی منافی اصول مذہب قرار دیدیا جائے تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ بنی نوع بشر تقدیر ازلی کے دفتر کا خاتمہ کر لینے اور یہ یقین کر لینے کے بعد کہ جو نصیب ہے وہ کبھی دائرۂ تقدیر کی حدود سے آگے نہیں بڑھ سکتا جو جاہل ہے وہ کبھی علم کی روشنی میں نہیں آ سکتا جو بدبخت ہے اُسکی تحریر شقاوت کبھی محو نہیں ہو سکتی۔ دُنیا دعا کے فریضہ سے بالکل سبکدوش ہو جاتی اسکی وجہ سے اساس مذہب پر جو کاری ضرب پڑتی اُسکا ارباب فہم مجھ سے زیادہ احساس کر سکتے ہیں۔